ختمِ نبوۃ

آپ ﷺ کے دعوئ نبوت کی یکتائی

اسلام اور مدارسِ دینیہ

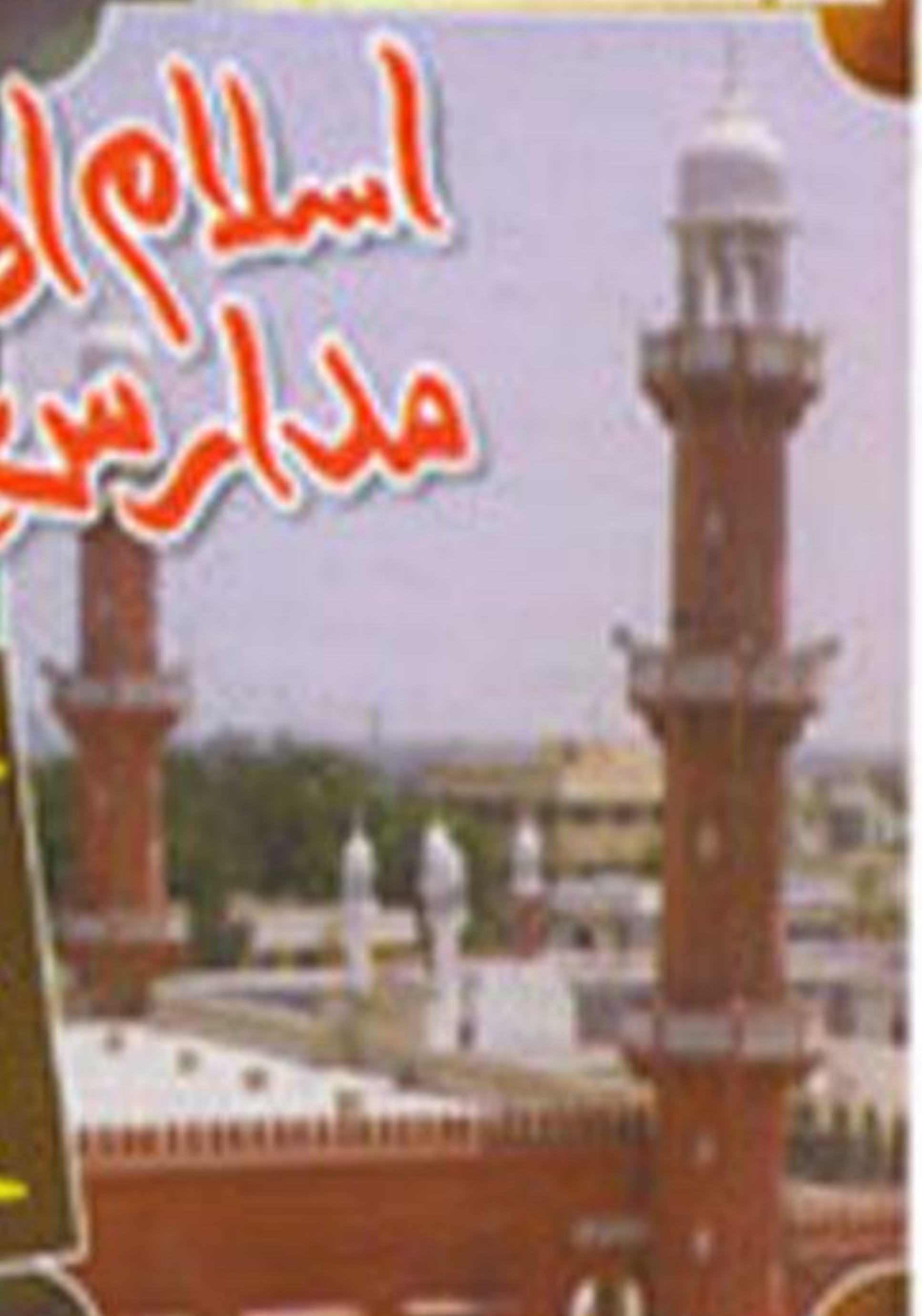

خلفائے راشدین کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

تقسیم وراثت میں داماد کی بے جا مداخلت

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... ہم چھ بہنیں اور ایک بھائی ہیں، میرے والد حیات ہیں اور والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور والدہ کے زیورات چھ بہنوں اور ایک بھائی میں تقسیم ہو گئے ہیں، جس پر کسی بھی بہن یا بھائی کو کوئی اعتراض یا شکایت نہیں ہے۔ والد کی جائیداد میں دو مکانات ہیں، جس میں سے انہوں نے ایک مکان اپنے بیٹے کے نام کروادیا تھا اور ایک اپنی بیوی کے نام کروادیا تھا جب وہ حیات تھیں۔ ہم چھ بہنوں کو والد صاحب نے پچاس پچاس ہزار روپے کی رقم ہر ایک کو دی، جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا کہ یہ تمہارا حصہ ہے یا کس مد میں دی جارہی ہے، یعنی کوئی تفصیلات نہیں بتائیں۔ مختصراً میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اور پوری خوشی سے اپنے والد کو اپنا حصہ معاف کرنا چاہتی ہوں اور اگر میرے والد نے پچاس ہزار کی رقم جائیداد کے حصہ کے طور پر دی ہے تو بھی مجھے کوئی شکایت یا اعتراض نہیں ہے، میں اپنی جگہ خاموش رہنا چاہتی ہوں یا اگر میرے والد نے یہ سوچ رکھا ہے کہ ابھی جائیداد میں حصہ داری کرنا باقی ہے ہم کسی وقت یہ کام کریں گے تو بھی میں خاموش رہنا چاہتی ہوں، وہ جو بھی اپنی مرضی سے اور خوشی سے فیصلہ کریں مجھے منظور ہوگا۔ لیکن میرے شوہر بضد ہیں کہ تم اپنے والد سے بات کرو اور بتاؤ کہ تم نے اپنا حق معاف کر دیا ہے اگر وہ تفصیل سے بات کریں اور یہ کہیں کہ تم کو تمہارا حق ادا کر دیا ہے یعنی پچاس ہزار کی جو رقم دی گئی تھی وہی تمہارا حق ہے تو پھر ان سے باقاعدہ بات کرو اور بتاؤ کہ یہ ناجائز ہے جو میں کسی صورت نہیں کرنا چاہتی ہوں اور اس بحث وتکرار میں میرے گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے اور ہم دونوں میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی پیدا ہو جاتی ہے؟

ج:...... وراثت مرنے کے بعد جاری ہوتی ہے زندگی میں نہیں، زندگی میں اگر والدین اپنی اولاد کو کچھ دیں تو وہ ہدیہ اور ہبہ کہلاتا ہے وراثت نہیں۔ زندگی میں انسان اپنے پورے مال کا مالک ہوتا ہے اور اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے، مثلاً صدقہ خیرات کرنا، ہدیہ و ہبہ کرنا وغیرہ اور اولاد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے والدین سے ورثہ کی تقسیم کا مطالبہ کریں یا انہیں ایسا کرنے پر مجبور کریں، بلکہ ایسا کرنے والے کے لئے بڑی بے شرمی اور بے غیرتی کی بات ہے۔ ہاں اگر والدین خود ہی اپنی حیات میں ورثہ تقسیم کرنا چاہیں تو یہ ان کی مرضی اور خوشی پر ہے، مگر اولاد کو خود سے مانگنے کا حق نہیں ہے۔ والدین اپنی اولاد پر جو خرچ کرتے ہیں یہ ان کی طرف سے فضل اور احسان کا معاملہ ہے، لیکن والدین کے لئے بھی یہ لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان برابری کریں، زندگی میں اگر دیں تو لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دیں تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور مرنے کے بعد تو وراثت جاری ہوتی ہے،

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

جس میں لڑکی کو ایک حصہ اور لڑکے کو دُگنا حصہ ملتا ہے، جسے شریعت نے خود مقرر کر دیا ہے، اس لئے اس کی تقسیم بھی درست ہوگی اور تقسیم کا مطالبہ بھی ورثاء کے لئے درست ہوگا۔

لہٰذا صورت مسؤلہ میں آپ کے والد نے جو آپ سب بہنوں کو رقم دی ہے وہ ان کی طرف سے ہدیہ کہلائے گا چاہے اس کو ورثہ کا نام ہی دیں اور آپ کے شوہر کا آپ کو یہ کہنا کہ والد سے اپنے حق کا مطالبہ کرو، غلط ہے اور اس بات کو لے کر بحث وتکرار کرنا ان کی طرف سے زیادتی ہے اور پھر اس معاملہ پر زور زبردستی کرنا تو بالکل ہی ناجائز ہے، انہیں چاہئے کہ وہ اپنے گھر کا ماحول خراب نہ کریں باپ اور بیٹی کا معاملہ انہیں پر چھوڑ دیں۔ باقی آپ کے والد نے اپنا جو مکان اپنے بیٹے کے نام کر دیا ہے اگر اس کا قبضہ بھی دے دیا ہے تو وہ مکان اب ان کے بیٹے کا ہوگا ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو مکان اپنی بیوی کے نام کیا تھا اور اس کا مالک بھی بنادیا تھا تو وہ مکان مرحومہ کی ملکیت شمار ہوگا اور اب وہ مرحومہ کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تمام ورثاء کو اس کا حق ملے گا۔ چنانچہ مرحومہ کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو ۳۲ حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے آٹھ حصے شوہر کو اور چھ حصے بیٹے کو اور تین تین حصے ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — یکم تا ۷ر جمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/ مارچ ۲۰۱۲ء — شمارہ:۱۲

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عقیدہ ختم نبوت کی آگاہی کے لئے عوامی رابطہ مہم	۵	اداریہ
خلفاء راشدینؓ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک	۷	مولانا محمد حنیف اللہ پھلواروی
اسلام اور مدارس دینیہ	۱۰	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
قرآن وانجیل	۱۳	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کی سچائی (۳)	۱۵	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی
سیرت نبوی کے چند اہم گوشے!	۱۷	محمد حنیف ملی
سعد ونحس کا جاہلانہ تصور	۱۹	مولانا محمد خالد ندوی
علامہ اقبالؒ اور قادیانیت	۲۲	سیف الرحمن سیفی
امراض مرزا قادیانی (۵)	۲۳	مولانا نور محمد تونسوی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

دنیا سے بے رغبتی

بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے، زندگی کا لمبا ہونا اور مال کی کثرت۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن آدم بوڑھا ہوتا رہتا ہے مگر اس کی دو عادتیں جوان ہوتی رہتی ہیں، ایک زندہ رہنے کی حرص، دُوسرے مال کی حرص۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

یعنی یہاں کی زندگی اور مال و دولت کی محبت آدمی کی طبیعت میں جاگزیں ہے، اگر اس کی اصلاح نہ کی جائے تو یہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے، آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے، اس کا پیمانۂ عمر لبریز ہوجاتا ہے، لیکن دُنیا میں رہنے کی خواہش اور مال کی حرص اس میں جوانوں سے زیادہ ہوتی ہے، اس لئے کہ جوانی کے زمانے میں جو عادت پڑجائے اور جیسا مزاج بن جائے، بڑھاپے میں وہ پختہ تر ہوجاتا ہے اور اس کی اصلاح دُشوار ہوجاتی ہے۔ اس حدیث کی دعوت یہ ہے کہ دُنیا میں سدا قیام کی محبت اور مال کی حرص ایک مرض ہے، جس کا علاج جوانی کے زمانے ہی میں ہوجانا چاہئے، اور اس کا علاج ہے دُنیا کے فنا و زوال کو سوچنا، آخرت کی لامحدود اور دائمی زندگی کو پیش نظر رکھنا، موت کو یاد کرنا، اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنا اور اہل دُنیا کی صحبت سے احتراز کرنا، واللہ الموفق!

زمانہ سمٹ جائے گا

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے، پس سال مہینے کی، مہینہ ہفتے کی، ہفتہ دن کی، دن گھڑی کی اور گھڑی آگ کے شعلے کی مانند ہوجائے گی۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

اس حدیث میں زمانے کے سمٹنے کا جو مضمون ارشاد فرمایا ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ سال، مہینے، ہفتے، دن اور گھڑی کی جو مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھی، اس وقت میں کوئی کمی آجائے گی، بلکہ مراد ...واللہ اعلم... یہ ہے کہ زمانے سے برکت اُٹھ جائے گی اور لوگوں کو تیزی سے وقت گزرنے کی شکایت ہوگی۔ ایسا محسوس ہوگا کہ گویا زمانے کی رفتار غیرمعمولی طور پر تیز ہوگئی ہے، دنوں کا کام ہفتوں میں ہو پاتا ہے، اور ہفتوں کا مہینوں میں، اور مہینوں کا سالوں میں۔

زمانے کے سمٹ جانے کا ایک پہلو یہ ہے کہ جو حوادث کبھی سالوں میں ہوا کرتے تھے، وہ مہینوں میں ہونے لگیں گے، جو مہینوں میں ہوا کرتے تھے وہ ہفتوں میں، اور جو ہفتوں میں ہوا کرتے تھے وہ دنوں میں پیش آنے لگیں گے۔

اسی کا ایک پہلو یہ ہے کہ لوگوں کی مصروفیت اتنی بڑھ جائے گی کہ انہیں سانس لینے کی مہلت ہی نہیں ہوگی، اور نہ یہ پتا چلے گا کہ سورج کب طلوع ہوا اور کب غروب ہوگیا؟

خلاصہ... یہ کہ قرب قیامت کی وجہ سے جس طرح اور چیزوں سے برکت اُٹھ جائے گی اسی طرح وقت میں بھی برکت نہیں رہے گی، اور جس طرح گرانی بڑھ جانے سے کرنسی کی ''قدر'' گھٹ جاتی ہے، اسی طرح مشاغل بڑھ جانے کی وجہ سے وقت کی قیمت بھی گرجائے گی۔

اس حدیث میں گویا یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ایسے زمانے میں جبکہ وقت کی برکت اُٹھ جائے، مؤمن کو چاہئے کہ اپنے اوقات کو بہت عزیز سمجھے، اور طویل زندگی کو مختصر تصوّر کرتے ہوئے اسے زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے اور حسنات میں خرچ کرنے کی کوشش کرے، واللہ اعلم!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

☆☆......☆☆

ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان

''حضور اکرم سرورِ دو عالم سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔''

(جسٹس پیر محمد کرم شاہؒ)

ادا ریہ

عقیدہ ختم نبوت کی آ گاہی کے لئے

عوامی رابطہ مہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

پیغمبر آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (ابوداؤد کتاب الفتن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق بہت سے جھوٹے مدعی نبوت گزرے ہیں، ان میں سے ایک قادیان ضلع گورداسپور (انڈیا) کا مرزا غلام احمد بھی ہے، جس نے یوں تو کئی دعوے کئے اور گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلے ان دعاوی میں ترقی کرتے کرتے بالآخر دعویٰ نبوت کر دیا۔

دراصل اس کو انگریزوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے کھڑا کیا تھا، اس خود کاشتہ پودے نے انگریزی سلطنت کے زیر سایہ خوب برگ و بار نکالے اور دین اسلام کے متوازی ایک مذہب کی بنیاد رکھی۔ ایک جگہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آقاؤں کی خوشامد و تعریف میں اس طرح رطب اللسان ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔.....''

(تریاق القلوب ص:۱۵، خزائن ج:۱۵، ص:۱۵۵)

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جو یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی سرکار انگریزی کو ان الفاظ میں اپنی وفاداری کی یقین دہانی کراتا ہے:

''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔'' اس خود کاشتہ پودا'' کی نسبت نہایت حزم

اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا، اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار، دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں، تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔‘‘

درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد قادیان

مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء مجموعہ اشتہارات، ج:۳ ص:۲۱‘‘

قیام پاکستان کے بعد اس فرق باطلہ نے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی قیادت میں اندرون ملک کئی کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو براجمان کروایا اور بیرونی ممالک میں پاکستانی سفارت خانوں میں چن چن کر قادیانیوں کو بھرتی کیا جو اپنے لوگوں کو ہر طرح کی مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مرزائی اور قادیانی پاکستان کو قادیانیت اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے لگے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے امیر اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سرپرستی میں ہر مقام اور ہر میدان میں مرزا قادیانی کی ذریت اور ان کے ہمنواؤں کا بھرپور مقابلہ کیا، جس سے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کو ’’مجلس عمل تحفظ ختم نبوت‘‘ کے پلیٹ فارم پر یکجا کر کے تحریک چلائی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد ونصرت فرمائی اور قادیانیت رسوا وذلیل ہوئی۔

مندرجہ بالا حالات وواقعات کو ایک عرصہ گزر چکا ہے اور نئی نسل ان حقائق سے بہت کم واقف ہے، لہٰذا مسلمانوں کی نئی نسل کو قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنے کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سال بھر میں مختلف شہروں اور قصبوں میں تحفظ ختم نبوت پروگرام اور رد قادیانیت کورسز منعقد کئے جاتے ہیں، جن کی رپورٹس آپ ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ اور ماہنامہ ’’لولاک‘‘ میں ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبائی سطح پر ہر سال مارچ، اپریل میں بڑی بڑی کانفرنسوں کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ (یہ شمارہ چھپ کر آنے تک) اندرون سندھ درج ذیل شہروں میں انشاء اللہ! ختم نبوت کانفرنسیں ہوچکی ہوں گی:

۱۶ر مارچ... نواب شاہ، ۱۷ر مارچ... ٹنڈو آدم و حیدرآباد، ۱۸ر مارچ... ہالانی گمبٹ اور چنو عاقل۔

جبکہ پنجاب کے درج ذیل شہروں میں ختم نبوت کانفرنسیں طے پائی ہیں، انشاء اللہ!

۵ر اپریل... سرگودھا، ۷ر اپریل... ساہیوال، ۱۴ر اپریل... چھالیہ ضلع گجرات، ۲۱ر اپریل.... شالامار باغ لاہور۔

ان کانفرنسوں میں ملک کے جید علماء کرام، مشائخ عظام، مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین ودانشور اور قانون دان شرکت فرمائیں گے۔ تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ کی ان کانفرنسوں میں بھرپور شرکت کر کے ان کو کامیاب بنائیں اور عقیدہ ختم نبوت کی آگاہی اور عوامی بیداری کی اس رابطہ مہم میں بڑھ چڑھ کر خود بھی حصہ لیں اور اپنے حلقہ واحباب کو بھی اس کاز اور مشن سے وابستہ کرنے کی کوشش کریں۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان اور عقیدہ کے تحفظ کی ذمہ داری نبھائے اور قادیانیوں کے شر وفساد اور ان کی ریشہ دوانیوں سے امت مسلمہ کو آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خلفائے راشدینؓ کا غیرمسلموں سے حسنِ سلوک

رعایا پروری کا یہ بلند مقام تاریخ میں کسی اور قوم کو حاصل نہ ہوسکا

مولانا محمد حفیظ اللہ پھلواروی

اسلام نے جہاں دیگر معاملات میں مسلمانوں کی راہنمائی کی ہے، وہاں مسلمانوں کے لئے ایک مکمل نظام حکومت بھی پیش کیا، جس کی رو سے مسلم حکمرانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مذہبی اختلاف کی بنا پر رعایا کے کسی فرد کے ساتھ بھی کسی قسم کی زیادتی نہ کریں۔ چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کے حقوق کے بڑے محافظ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین، سلاطین اسلام اور امرأ سلطنت ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بڑی نرمی کا سلوک کرتے تھے اور اگر کوئی مسلمان خواہ وہ کسی درجہ اور مرتبہ کا کیوں نہ ہو، ذمیوں کو نقصان پہنچاتا تھا تو اس کی بڑی سختی کے ساتھ باز پرس کی جاتی تھی، جنگ کے زمانہ میں غیر مسلموں کے حقوق اور حفاظت کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا۔ غرض کہ مفتوحہ ممالک میں غیر مسلموں کے ساتھ جو ہمدردانہ سلوک کیا جاتا تھا وہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔

ایک عیسائی محقق تھامس میکنیو کے بیان کے مطابق رعایا پروری میں خلفاء راشدین کو بلند مقام حاصل ہے وہ انسانی تاریخ میں کسی بھی قوم کو حاصل نہیں ہوسکا، ان کے عہد میں مسلمانوں کی طرح غیر مسلم مستحقین پر بھی سرکاری خزانوں کے دروازے کھلے رہتے تھے اور غریب غیر مسلموں کو نہ صرف جزیہ کی ادائیگی ہی سے مستثنیٰ کردیا جاتا تھا بلکہ ان کی ضروریات کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان یہودیوں اور نصرانیوں جن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہوا ان کا خون بہا آزاد مسلمانوں کے برابر قرار دیتے ہیں، آپ کے عہد خلافت میں جو پہلی فوج حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں رومیوں کے مقابلہ کے لئے شام کی طرف بھیجی گئی تھی اس کی روانگی کے وقت آپ نے اسامہ کو جو ہدایتیں کیں، ان سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ خلفاء راشدین کا طرز عمل اپنے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور العمل سے مشابہ تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”فریب، خیانات اور دغا نہ کرنا، مثلہ (شکل بگاڑنا) سے پرہیز کرنا، ایسا نہ ہو کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرڈالو، تمہیں بہت سے ایسے لوگ بھی ملیں گے جو عابد اور گوشہ نشیں ہوں گے ان پر کسی طرح کی سختی نہ کرنا، اسی طرح دوسری فوجوں کے رخصت کرتے وقت مفید ہدایتیں فرماتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق کا مشہور شہر حیرہ فتح ہوا وہاں کے مسیحی باشندوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے امان چاہی، معاہدہ صلح میں لکھا گیا تھا کہ حیرہ والوں کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کئے جائیں گے، ان کا کوئی محل مسمار نہ ہوگا، نہ کسی قلعے کو برباد کیا جائے گا، نہ سنکھ ناقوس بجانے سے ان کو روکا جائے گا اور نہ ان کو عید کے روز صلیب نکالنے سے منع کیا جائے گا، ان کے بوڑھے، ان کے بچے، ان کی عورتیں اور مریض اور محتاج جزیہ دینے سے مستثنیٰ رہیں گے، جزیہ کی شرح نہایت آسان تھی اور اس سے بھی بکثرت ذمی مستثنیٰ کردیے جاتے تھے۔ چنانچہ حیرہ کے سات ہزار باشندوں میں سے ایک ہزار بالکل مستثنیٰ تھے اور باقی لوگوں سے دس دس درہم سالانہ لیا جاتا تھا اور اپاہج اور نادار ذمیوں کی کفالت کا بیت المال ذمہ دار تھا۔“

(کتاب الخراج بحوالہ تاریخ اسلام شاہ معین احمد ندوی)

ایک غیر مسلم عورت نے کچھ اشعار مسلمانوں کی ہجو میں گائے، مسلمان حاکم نے اس عورت کو اس کی اس حرکت پر سزا دی، جب آپ کو اس کی خبر ہوئی تو اس حاکم کو تحریر فرمایا:

”جب ہم نے اس کے شرک وکفر سے درگزر کیا تو ہجو شرک سے بہرحال کم ہے۔“

ایک مرتبہ عراق کے عیسائیوں نے وہاں کے حاکم کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ حاکم عیسائیوں کے ساتھ زیادتی کرتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تحقیق حال کے بعد اس حاکم کو لکھا:

”تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نصیحت کی ہے کہ ہم غیر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کریں، تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو پس پشت ڈال دیا، اس کے لئے تم کو جواب دہ ہونا ہوگا، اس حاکم کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا اور عہدے سے الگ کردیا گیا۔“

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب وہ شام میں رومیوں سے جہاد کر رہے تھے، ایک فرمان لکھا تھا، اس میں تحریر تھا:

''ذمیوں پر ظلم کرنے، ان کو نقصان پہنچانے اور ان کا مال ناجائز طور پر کھانے سے مسلمانوں کو روکا جائے اور تم نے ان کو جتنے حقوق دیے ہیں اور ان کے سلسلے میں جو شرطیں طے کی ہیں ان سب کو پورا کرو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جتنے ممالک فتح ہوئے، وہاں کے غیر مسلموں کی عبادت گاہیں توڑی نہیں گئیں، نہ ان سے کسی قسم کا تعرض کیا گیا۔ حضرت امام ابویوسفؒ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے شہر دمشق کا محاصرہ کر رکھا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ باب الشرق پر تھے، موقع پر فصیل پر چڑھ گئے اور اندر اتر کر دروازہ توڑ دیا مسلمان شہر میں داخل ہوگئے، یہ دیکھ کر رومیوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ صلح کے ذریعے شہر میں داخل ہوئے، دوسری طرف حضرت خالد رضی اللہ عنہ فتح کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے وسط شہر میں ملاقات ہوئی تو صلح کی اطلاع دی، حالانکہ یہ صلح حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے نہیں ہوئی تھی، لیکن مفتوحہ حصہ بھی رقبہ صلح میں شامل کر دیا گیا، یعنی مال غنیمت اہل شہر کو واپس کر دیا گیا اور قیدی چھوڑ دیے گئے، دمشق پر مسلمانوں کے قبضہ کے بعد جب شہر کے باشندوں میں مکانوں کی تقسیم کی خدمت ابن قائم کے سپرد کی گئی تو ذمیوں کی حفاظت میں اتنا اہتمام کیا گیا کہ ان کو دمشق کے بالائی حصہ میں کر دیا گیا اور مسلمانوں کو زیریں حصہ میں کر دیا گیا، تاکہ وہ ذمیوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

مصر کی جنگوں میں بڑی تعداد میں عیسائی گرفتار ہوئے فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، امیر المومنین نے ہدایت فرمائی کہ: ''اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، اگر وہ اسلام قبول کرنا منظور نہ کریں تو انہیں جزیہ دینا ہوگا، یہ قیدیوں کی مرضی پر منحصر ہے وہ جو صورت چاہیں اختیار کریں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تمام قیدیوں اور عیسائی سرداروں کو جمع کیا، ایک جانب مسلمان بیٹھے اور دوسری جانب عیسائی، درمیان میں قیدی رکھے گئے، حضرت عمرو بن العاص نے امیر المومنین کا فرمان پڑھ کر سنایا، بہت سے عیسائیوں نے اسلام قبول کرلیا اور بہت سے اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے، ایک ایک قیدی سے دریافت کیا جاتا، جس وقت کوئی عیسائی اسلام قبول کرتا تو مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے اور اسے اپنی جانب بٹھا لیتے اور جب کوئی قیدی اپنے قدیم مذہب پر قائم رہنے کی خواہش ظاہر کرتا تو عیسائی خوشی کا نعرہ بلند کرتے۔

دینی امور میں مصر کے باشندوں کو پوری آزادی دی گئی جان، مال، عزت ہر چیز کی حفاظت کا اطمینان دلایا گیا حتیٰ کہ عیسائیوں کا پیشوائے اعظم بن یامین جو تیرہ سال سے رومیوں کے خوف سے روپوش تھا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بلوا کر اسے اپنے منصب پر مامور کیا اور گرجاؤں کے متعلق جو کچھ رعایتیں طلب کیں دی گئیں، مذہبی آزادی ملنے پر عیسائیوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور گرجوں میں تقریریں ہوئیں۔

اسقف باصلی نے اپنی تقریر کے دوران کہا:
''رومیوں کے دیرینہ مظالم کے بعد آج میں اسکندریہ میں نجات و طمانیت کا دور دیکھ رہا ہوں۔'' مسلمانوں کی نگاہ میں یہودی، نصرانی، مشرک ستارہ پرست سب یکساں تھے اور مسلمان ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کرتے تھے، مسلمانوں کے حسن سلوک اور مساوات کو دیکھ کر غیر مسلم جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ عربی زبان بھی اختیار کرنے لگے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ بعد میں مصر اسلامی تہذیب کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔

جب مسلمانوں نے اسکندریہ فتح کیا تو اسلامی فوج کے کسی شخص کے تیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجسمہ کی ایک آنکھ ٹوٹ گئی، اس واقعہ سے اسکندریہ کے عیسائیوں کو سخت رنج ہوا، وہ لوگ مسلمانوں کے سردار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارے آدمی نے مجسمۂ مسیح کی آنکھ پھوڑ دی ہے، ہم بھی اپنے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مجسمہ بناؤ اور ہم لوگ اس کے عوض میں مجسمہ کی آنکھ پھوڑ دیں، مسلمانوں کے سردار نے کہا کہ یہ بالکل لغو بات معلوم ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ مجسمہ کی آنکھ پھوڑنے کے بجائے تم کسی مسلمان کی آنکھ پھوڑ دو، ایک عیسائی اس کے لئے تیار ہوگیا، خود مسلمانوں کے سردار نے اپنا خنجر اس عیسائی کو دے کر کہا: ''میری آنکھ حاضر ہے، اسے تم پھوڑ دو'' مسلمان سردار کا یہ انصاف دیکھ کر عیسائی کے ہاتھ سے خنجر گر گیا اور اس حرکت سے باز آیا۔

مورخ اسلام ابن خلدون تحریر فرماتے ہیں کہ:
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر میں اپنے محل کے عام لوگوں کے ساتھ زمین پر بیٹھا کرتے تھے، جب مقوقس (بادشاہ مصر) ان کے پاس آتا تو اس کے

بیٹھنے کے لئے کمہار تخت لے کر آتے تھے اور وہ بادشاہوں کی طرح عمرو بن العاص کے پاس تخت ہی پر بیٹھتا تھا، چونکہ مقوقس ذمی تھا اور مسلمان اپنے عہد و پیمان کا لحاظ کرتے تھے اور دنیاوی شان وشوکت ابھی تک ان کی نگاہوں میں کچھ وقعت نہیں رکھتی تھی، اس لئے مقوقس کی اس حرکت پر بھی کسی نے تعرض نہ کیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا، محاصرہ سے پریشان ہو کر بیت المقدس کے پادریوں نے اس شرط پر صلح کی کہ شرائط خود خلیفہ کے ذریعہ طے ہوں، چنانچہ ابوعبیدہ کی طلب پر امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے، امیرالمومنین شہر بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے تو ایک عیسائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں ایک ذمی ہوں اور یہ سامنے میرا باغ ہے، آپ کی فوج کے کچھ لوگ باغ کو نقصان پہنچا رہے ہیں، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً باغ کے پاس گئے، دیکھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ باغ سے انگور لئے جارہے ہیں، امیرالمومنین نے ان کو ٹوکا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو بھوک لگی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ باغ میں گئے، وہاں بھی کچھ لوگوں کو پایا، آپ نے اس ذمی کو اپنے پاس بلایا اور باغ کی قیمت دریافت کر کے اس کی قیمت ادا کردی۔

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بیت المقدس کے باشندوں کے لئے جو صلح نامہ لکھا، اس میں تحریر تھا: ”ایلیا اور بیت المقدس والوں کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست سب کو امان دی جاتی ہے، ان کے گرجاؤں میں سکونت نہ کی جائے گی اور نہ وہ ڈھائے جائیں گے، یہاں تک کہ ان کے احاطوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور مالوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی، نہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا تشدد کیا جائے گا۔

تاریخ جنگ صلیبی میں میشو لکھتا ہے کہ: ”جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا، انہوں نے عیسائیوں کو کسی طرح کی تکلیف نہیں دی، اس کے برخلاف جب صلیبیوں نے اس شہر پر قبضہ کیا تو انہوں نے نہایت بے رحمی سے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور یہودیوں کو جلا دیا۔

مشہور انگریز مورخ گبن لکھتا ہے:

”خلیفہ عمر نے بیت المقدس تو فتح کیا، لیکن اس کے باشندوں پر نہ تو دست اندازی کی اور نہ ان کے مذہب میں مداخلت کی، شہر کا ایک حصہ عیسائیوں، پادریوں اور اسقف اعظم کے لئے مخصوص کر دیا گیا، اس کے تحفظ کے بدلے عیسائیوں کو محض دو دینار (ایک دینار) فی کس سالانہ ٹیکس کے طور پر دینا پڑتے تھے، بیت المقدس کی زیارت روکنے کے بجائے مسلمانوں نے اسے فروغ دیا تاکہ آمدورفت کے ذریعہ تجارت کی افزونی ہو، اس کے چار سو ساٹھ سال بعد جب یہ مقدس شہر دوبارہ یورپ کے مسیحوں کے ہاتھوں میں پہنچ گیا تو مشرقی عیسائی عرب خلفاء کی روادار حکومت کو یاد کرتے تھے۔“

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب قیامہ کے کنیسہ (گرجا) میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز کا وقت آ گیا تو ونس بطریق سے فرمایا: ”میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں“ بطریق نے کہا: امیر المومنین اسی جگہ نماز پڑھ لیں، آپ نے انکار فرمایا، بطریق قسطنطین کے گرجے میں نماز پڑھنے کے لئے گیا، لیکن آپ نے وہاں بھی نماز نہیں پڑھی، آپ نے گرجے کے باہر دروازے پر نماز پڑھی اور بطریق سے فرمایا: ”میں نے گرجے میں اس لئے نماز نہیں پڑھی کہ مسلمان آئندہ اس دلیل پر کہ عمر نے اس گرجے میں نماز پڑھی تھی، اس پر قبضہ نہ کر لیں۔“ اس کے بعد ایک تحریر لکھ کر بطریق کے حوالہ کی، جس میں لکھا تھا کہ: ”کوئی مسلمان گرجے کی سیڑھیوں پر اذان اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا، البتہ تنہا پڑھ سکتا ہے۔“

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عانات کے پادری سے حسب ذیل شرائط پر صلح کر لی تھی: ان کے گرجے نہ برباد کئے جائیں گے وہ بجز اوقات نماز کے شب وروز میں جب چاہیں ناقوس بجائیں اور تمام تہواروں میں صلیب لگائیں۔

چوگان کھیلنے میں والی مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سے ایک قبطی رئیس نے اپنا گھوڑا آگے نکال دیا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے طیش میں آ کر قبطی کو کوڑے سے پیٹ دیا، قبطی نے مدینہ منورہ میں جا کر امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی، امیرالمومنین نے دونوں باپ بیٹوں کو مصر سے طلب کیا اور قبطی کے ہاتھ میں کوڑا دے کر کہا: ”اس میں جس نے تجھے کوڑا مارا ہو تو بھی اس قدر مار۔“ قبطی نے عبداللہ کو کوڑے لگائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاصؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”ان پر بھی“ قبطی نے کہا: نہیں! یہ تو میرے مربی ہیں۔

ایک بار والی مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کسی غیر مسلم کاشت کار کو کوڑے سے مار دیا، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاصؓ کے لڑکے کو کوڑے لگانے کا حکم دیا اور والی مصر سے فرمایا کہ: ”تم نے ان لوگوں کو غلام کب سے بنایا ہے، ان کو ان کی ماؤں نے تو آزاد پیدا کیا تھا۔“

ایک بار ایک غیر مسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ آپ کی فوجوں کے چلنے سے میری تمام کھیتی برباد ہو گئی، آپ نے بیت المال سے اسے دس ہزار درہم بطور تاوان دلوائے۔

(جاری ہے)

اسلام اور مدارس دینیہ

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے مدرسہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا میں مورخہ ۱۳رشوال المکرم ۱۴۲۴ھ دسمبر ۲۰۰۳ء کو تاریخی خطاب فرمایا تھا، جس کی افادیت واہمیت آج بھی مسلّم ہے۔ ہم اسے اپنے قارئین کے افادہ کے لئے شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

حضرات محترم، الحمدللہ! آج کا پروگرام درس نظامی کے نئے سال کی ابتدأ اور اس کے شروع ہونے کا پروگرام ہے، میں یاد کر رہا تھا کہ ہمارے دور میں جب ہماری بخاری شریف ختم ہوئی تھی کسی تیسرے آدمی کو پتہ نہیں تھا۔ استاد پڑھانے والے اور ہم پڑھنے والے تھے، اب سلسلہ شروع ہوا اختتام بخاری کا اور یہ پروگرام بڑے زور وشور سے چلا، اس کے بعد افتتاح بخاری کا پروگرام شروع ہوا، پھر اختتام مشکوٰۃ کی تقریبات شروع ہوئیں اور اس کا پتہ نہیں ابتدأ مشکوٰۃ کا پروگرام ہوتا ہے یا نہیں۔ آج یہ دوسرے اسباق کے شروع ہونے اور افتتاح کا پروگرام اور اضافہ ہوا۔ شوق دلانے کے لئے یہ اچھی بات ہے لوگوں کے اندر کچھ شوق پیدا ہو اس لئے یہ پروگرام کیا جاتا ہے۔ آج کے اس پروگرام کے مہمان خصوصی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ہیں وہ تشریف لائے ہوئے ہیں ہم تو اس تقریب میں اپنی شرکت سعادت سمجھ کر اور حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔

دین اسلام، اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے اور قیامت تک یہی دین باقی رہنا ہے۔ دوسرے تمام باطل ادیان مٹ جائیں گے، کفار لاکھ کوشش کریں دین کو مٹانے کی اور وہ اوّل یوم سے کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، لیکن ان کے علی الرغم اللہ تعالیٰ اپنے دین کو پھیلا رہا ہے اور ہر آنے والے دن میں پہلے دن سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے، پہلے دن پیغمبر اکیلے تھے ایک ساتھی ساتھ ملا تھا، اس وقت دنیا کی کل آبادی ۶ ارب ہے، اس میں یورپ کی مردم شماری کے مطابق اس وقت ڈیڑھ ارب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہیں، یعنی ہر چوتھا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا ہے۔

دین اسلام عمر کے لحاظ سے سب ادیان سے چھوٹی عمر کا ہے، اس کی عمر ساڑھے چودہ سو سال، عیسائیت کی عمر دو ہزار سال ہے، یہودیت کی عمر اور بڑی ہے، ہندوازم کی عمر بھی بہت لمبی ہے، سب سے کم عمر مذہب اسلام کی ہے۔ اس وقت الحمدللہ! تمام مذاہب پر غالب ہے، عیسائیت کا بھی دوسرا نمبر ہے۔ اول نمبر پر اس وقت دنیا میں اسلام ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم۔“

یہ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اپنے منہ سے، جھوٹے پروپیگنڈے کر کے، غلط بہتان باندھ کر دہشت گرد، بنیاد پرست اس قسم کے الزام تراش کر اس دین کو مٹانا چاہتے ہیں: ”واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون“ اور اللہ اس نور کو پورا کر کے رہے گا، کافر چاہے جتنا بھی ناپسند کرے اور اپنا زور لگائے۔ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا پر اسلام ہوگا باقی مذہب ختم ہو جائیں گے۔ کافر جس قدر بھی ناپسند کرے اللہ تعالیٰ اس دین کو پھیلا کر رہے گا۔ ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق“ اللہ کی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت، دین حق دے کر بھیجا۔ ”لیظھرہ علی الدین کلہ“ تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ غلبہ تین قسم کا ہے:

۱:... پہلا غلبہ دلائل کا ہے کہ دلائل کے ساتھ اسلام باقی مذاہب پر غلبہ حاصل کرے، یہ غلبہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں حاصل ہو چکا تھا، آپ کے عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں سے مناظرے ہوئے، اسلام کے دلائل کے مقابلے میں کوئی مذہب ٹھہر نہ سکا۔ ”لیظھرہ علی الدین کلہ“ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو دلائل قاہرہ کے ذریعے تمام دینوں پر غالب کیا۔

۲:... دوسرا غلبہ حکومت کا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بڑی حکومتیں تھیں ایک رومیوں کی، دوسری ایرانیوں کی جیسے آج کل کہا جاتا ہے کہ امریکا اور روس، اس وقت بھی دو بلاکوں میں دنیا تقسیم تھی رومیت اور ایران کی، صحابہ کرام کے دور میں، یہ دونوں حکومتیں ختم ہو گئیں اور ان پر اسلام کے جھنڈے لہرانے لگے، ایران فتح ہو گیا اور قسطنطنیہ روم کا پایہ تخت بھی ختم ہو گیا۔ ایران پر بھی اسلام کا جھنڈا لہرا گیا تو حکومت کے لحاظ سے خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلام غالب آگیا۔ ”لیظھرہ علی الدین کلہ“ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام پر غلبہ عطا کیا۔

۳…… تیسرا غلبہ وہ ابھی باقی ہے اور وہ ہے حقیقی غلبہ کہ کفر مٹ جائے کوئی مذہب نہ رہے، یہ باقی ہے، دو غلبے حاصل ہو چکے ہیں۔ تیسرا غلبہ بھی انشاء اللہ ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور امام مہدی اس امت میں پیدا ہوں گے اور ان کا ظہور ہوگا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، پھر یہ دونوں ملیں گے تو عیسائی تمام مسلمان ہو جائیں گے۔ یہودی اس وقت بہت بڑی طاقت میں ہوں گے، ان کے ساتھ جنگ ہوگی، یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا، روئے زمین پر ایک بھی یہودی نہیں رہے گا، اگر کوئی یہودی کسی پہاڑ یا کسی درخت کی اوٹ میں چھپا ہوگا تو وہ پہاڑ بولے گا: "ھـٰـذا یھودی فاقتلوہ" ادھر یہودی ہے اس کو قتل کرو، پہاڑ پناہ نہیں دے گا، درخت پناہ نہیں دے گا، یہودیوں کا بیج مارا جائے گا، وہ وقت ہوگا: "حتی تکون الملل ملۃ واحدۃ" ایک ملت اسلام ہوگی باقی سب ختم ہو جائیں گی۔ یہ غلبہ ابھی نہیں ہوا جو کہتا ہے میں عیسیٰ مسیح ہوں یا مہدی ہوں وہ جھوٹ بولتا ہی، وہ بکواس کرتا ہے وہ کذاب اور دجال اور بے ایمان ہے۔

مرزا قادیانی ملعون کا دعویٰ یہ ہے کہ آنے والا عیسیٰ مسیح اور مہدی میں ہوں، ایک منٹ کے لئے اگر ہم اس کو مہدی اور مسیح مان لیں، قطع نظر اس کے کہ مہدی اور مسیح دو علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ یاد رکھو مہدی اور مسیح دو علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ مسیح نے آسمان سے آنا ہے اور مہدی نے اس امت میں پیدا ہونا ہے، لیکن قطع نظر اس سے ایک منٹ کے لئے مان لو مہدی اور مسیح ایک ہی ہے اور یہ مان لو کہ مرزا قادیانی ہی مہدی اور مسیح ہے۔ آیا اس کے آنے سے کفر مٹ گیا، کفر موجود ہے یا نہیں؟ پہلے سے زیادہ طاقتور ہے، عیسیٰ کے آنے کے بعد یہودیوں کا نام ونشان مٹ جانا تھا اس بے ایمان کے آنے کے بعد یہودی بیت المقدس پر قابض ہو گئے، ہمارا قبلہ اول چھین کر لے گئے، آج پوری دنیا کو آنکھیں نکالتے ہیں۔ امریکا ان کے تابع ہے یہ کیسا مسیح ہے؟ یہ کیسا مہدی ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال جو یہودیوں کا بڑا سرغنہ ہوگا اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ مقام "لُد" فلسطین کی ایک بستی ہے، وہاں پر اس کو قتل کریں گے، یہ حدیث میں آتا ہے اور مرزا دجال نے بھی اس حدیث کو مانا ہے لکھا ہے:

"مقام لُد فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے۔"

اس وقت تک خود عیسیٰ نہیں بنا تھا، اس وقت لکھ دیا کہ لُد فلسطین کی ایک بستی ہے، وہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔

پھر جب خود عیسیٰ بن گیا تو کہنے لگا: لُد سے مراد لدھیانہ ہے۔ لدھیانہ میں میرا مناظرہ ہوا تھا ایک پادری سے، پادری دجال ہوتا ہے، وہ شکست کھا گیا قتل ہو گیا۔ حدیث پوری ہو گئی، پہلے خود لکھا ہے کہ "لُد" فلسطین کی بستی ہے۔ اب "لُد" لدھیانہ بن گیا، ہم ایک منٹ کے لئے اس کو مان بھی لیتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ عیسیٰ اور مہدی نے آ کر کام کیا کرنا ہے؟ اس نے وہ کام کیا؟ کیا کفر مٹ گیا؟ کیا پوری دنیا پر اسلام غالب آ گیا؟ حالانکہ مسلمان ڈیڑھ ارب ہو کر آج مظلوم ہیں۔

حضرات محترم! آج امریکا ہم پر حکمران ہے، امریکا اور دنیائے کفر، یہ دینی اداروں کو ختم نہیں کر سکتے۔ یہ ادارے خدا نے بنائے ہیں اور خدا ہی ان کو چلا رہا ہے۔ یہ مولانا اشرف علی صاحب میرے شاگرد ہیں، دیکھو انہوں نے اتنا بڑا ادارہ بنا لیا کوئی توقع نہیں کر سکتا تھا کہ اشرف علی مولوی بن کر اتنا بڑا ادارہ بنا لے گا، اب ادھر شاخ مدرسہ اسلامیہ محمودیہ بن گئی، ابھی ہم نے گزرتے ہوئے نئی شاخ دیکھی ہے، یہ کون بنوا رہا ہے: اللہ بنوا رہا ہے، اور دن بدن نئے مدرسے بن رہے ہیں، امریکا جتنی کوشش کرتا ہے کہ یہ ادارے ختم ہوں اللہ تعالیٰ اور بنوا رہا ہے۔ آپ کے سرگودھا میں ایک سراج العلوم ہوتا تھا، اب دین کے کتنے ادارے ہیں؟ یہ خدا بنوا رہا ہے اور چلا رہا ہے، اس میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں، اللہ نے وعدہ کر لیا: "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" ہم نے قرآن کو اتارا اور ہم نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت کر رہا ہے، امریکا لاکھ کوشش کرے یہ دینی ادارے ختم نہیں ہو سکتے۔ اگر حکومت انہیں قبضہ میں لے تو یہ نہیں چلا سکیں گے، کیونکہ ابھی انہوں نے کہا کہ مدارس میں آٹھ لاکھ طالب علم پڑھ رہے ہیں، یہ تعداد وہ ہے جو ان کے علم میں ہے، ابھی کئی مدارس ہیں جو گورنمنٹ کے علم میں نہیں، سارے مدارس کا ان کے پاس ریکارڈ نہیں ہے، لیکن جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق آٹھ لاکھ طالب علم پڑھ رہے ہیں، ان کو دو تین ٹائم کھانا بھی ملتا ہے، کتابیں بھی ملتی ہیں نورانی قاعدہ سے لے کر بخاری شریف تمام کتابیں مدرسہ والے مہیا کرتے ہیں، فیس بھی کوئی نہیں لیتے، علاج معالجہ بھی کرتے ہیں، غریبوں کو کپڑے بھی دیتے ہیں، یہ کام ان کا باپ دادا بھی نہیں کر سکتا، یہ جو ادارے چلا رہے ہیں اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں ان کا اربوں روپے کا بجٹ ہے، حالانکہ فیس بھی لیتے ہیں، بچے کھانا بھی گھر سے کھا کر جاتے ہیں، کتابیں بھی اپنے پاس سے لیتے ہیں، اس کے باوجود اربوں روپے کا خرچ ہے، اگر گورنمنٹ یہ دینی ادارے لے لے ان کو نانی یاد آ جائے گی۔ ایک ہفتہ نہ چلا سکیں گے تین ٹائم کھانا کھلانا پڑے، فیس بھی نہ ہو، کتابیں وغیرہ علاج معالجہ ہر چیز مہیا کرنی پڑے

کوئی نہیں چلاسکتا، یہ میرا رب چلا رہا ہے، آپ کا بھی کوئی کمال نہیں، اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دیا، کسی نے زمین دے دی، کسی نے کمرہ بنادیا، کسی نے کھانا دے دیا، آپ کے مالوں میں زکوٰۃ رکھ دی، صدقات رکھ دیئے، چرم قربانی رکھ دی، فطرانہ رکھ دیا، سب وہ آپ کے اکٹھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کام چلادیا، لیکن ان اداروں کی طاقت وقوت آپ نہیں سمجھتے امریکا سمجھتا ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ایک جملہ سنا کر میں بات ختم کرتا ہوں، غالباً جہلم کے مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ کے مدرسہ کی رپورٹ چھپی ہوئی ہے، اس رپورٹ میں حضرت قاری صاحبؒ کا ایک جملہ میں نے پڑھا، میں نے کہا یہ سنہری حروف سے لکھنے والا ہے، میں نے اسے لکھ لیا اور یاد بھی کرلیا وہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ لکھتے ہیں:

''جس مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ مذہب بھی باقی ہے، یہ مدارس دینیہ بقائے مذہب کی سعی کررہے ہیں۔''

یہ ہے کوزے میں دریا بند کرنا، دو جملے ہیں لیکن انہوں نے ایک بہت بڑے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ قاری صاحب فرماتے ہیں ''جس مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ مذہب بھی باقی ہے۔'' اس مذہب کی تعلیم قرآن کریم ہے اور'' یہ مدارس دینیہ بقائے مذہب کی سعی کررہے ہیں۔'' جب تک اس دین کی تعلیم ہورہی ہے مذہب باقی ہے۔ یہ مدارس مذہب کی بقا کی سعی کررہے ہیں کہ مذہب ہمارا باقی ہے، جس وقت یہ مدارس ختم ہوگئے مذہب ختم ہوجائے گا۔

اندلس میں آٹھ سو سال تک ہماری حکومت رہی ہے، اب چار ساڑھے چار سو سال سے وہاں عیسائیوں کی حکومت ہے، میں وہاں گیا، اب ایک مسلمان وہاں نظر نہیں آتا، مسجد نظر نہیں آتی۔ اندلس وہ شہر ہے کہ وہاں یونیورسٹیاں تھیں تفسیر، بحر محیط والا علامہ اندلسی اندلس کا تھا، تفسیر قرطبی والا قرطبہ کا رہنے والا تھا، شیخ ابن العربی جیسا صوفی وہاں کا رہنے والا تھا، بڑی بڑی یونیورسٹیاں تھیں، انگریز نے اس ملک پر قبضہ کیا تو سب سے پہلے ان یونیورسٹیوں کو ختم کیا اور ان دینی اداروں کو ختم کیا، جہاں دین کی تعلیم دی جاتی تھی، قاری صاحب کے ان الفاظ پر غور کرو: ''جس مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ مذہب بھی باقی ہے، یہ مدارس بقائے مذہب کی سعی کررہے ہیں۔'' دشمن کی سب سے بڑی نظر ان مدارس پر ہے کہ ان مدارس کو ختم کرو۔

ہم انگلینڈ جاتے رہتے ہیں، وہاں صرف اتوار کو گرجوں میں عبادت ہوتی ہے، آپ کے ہاں پورا ہفتہ عبادت ہوتی ہے، ہر دن میں پانچ وقت نماز ہے الحمدللہ! تبلیغی جماعت کی برکت اور محنت سے مسجدیں بھری ہوتی ہیں، مسجدیں آباد ہیں اللہ کا بڑا فضل ہے، لیکن میں وہاں سے ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہوئے بڑے غور سے گرجے دیکھتا ہوں، بڑی عمدہ عالیشان عمارتیں بنی ہوئی ہیں، لیکن دس پندرہ گرجوں میں ایک آدھ گرجا نظر آتا ہے کھلا ہوا باقی سب بند پڑے ہوتے ہیں، دو چار بوڑھے انگریز یا بوڑھی میمیں نکل رہی ہیں یا آرہی ہیں۔ نہ کوئی جوان، نہ کوئی بچہ، کیوں؟ دین کی تعلیم ہی نہیں ان کے ہاں، دین کی تعلیم کا مدرسہ کوئی نہیں۔ مفتی مقبول صاحب ساہیوال کے تھے اور وہاں پر بڑی مدت رہے ہیں، وہیں پر فوت ہوئے گلاسگو میں تھے، انہوں نے مجھے روایت سنائی کہ یہاں تمام چرچ آف انگلینڈ کی سرپرست ان کی سربراہ ملکہ الزبتھ ہے، اس کی طرف سے اشتہار شائع ہوا، آٹھ سو گرجے برائے فروخت آپ تصور کرسکتے ہیں، کوئی غریب گاؤں والے ہوں وہ اعلان کریں کہ ہم نے مسجد فروخت کرنی ہے؟ یہ اتنی تعجب کی بات نہیں آگے جو مفتی صاحب نے سنائی وہ سنو! انہوں نے کہا کہ ایک فاحشہ، بازاری اور کنجری نے خط لکھا کہ فلاں ''گرجا خریدنا چاہتی ہوں، اپنے دھندے کے لئے کیا مجھے دوگے؟ شہر کا بڑا مرکزی گرجا تھا، انہوں نے کہا: ''اگر آپ کے پاس اپنے کاروبار کا لائسنس ہے تو دکھا کر خریدلو۔'' بقول مفتی مقبول صاحب، اس نے لائسنس دکھا کر وہ گرجا خریدلیا اور آج گرجا ''زنا کا اڈا'' بنا ہوا ہے۔ پورے یورپ میں کسی ایک نے آواز نہیں اٹھائی، کوئی پادری کہتا: بھائی! یہ تو عبادت گاہ تھی، زنا گاہ بن گیا۔

الحمدللہ! آپ کے ملک میں اگر پولیس جوتوں سمیت داخل ہوجائے تو آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں، مسجد کی توہین ہوگئی، جوتوں سمیت پولیس مسجد میں آگئی، وہاں گرجے شراب خانے بنے ہوئے ہیں، زنا کے اڈے ہیں، کوئی انگریز اس پر احتجاج نہیں کرتا، کیوں؟ مذہب باقی نہیں ہے کیونکہ مذہب کی تعلیم کوئی نہیں ہے۔

حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب کا یہ ملفوظ اپنے دلوں پر لکھ لو، یہ سنہری الفاظ سے لکھنے والا ہے:

''جس مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ مذہب بھی باقی ہے، یہ مدارس دینیہ بقائے مذہب کی سعی کررہے ہیں۔''

جب تک یہ مدارس ہیں، دین ہے خدانخواستہ جب یہ مدارس ختم ہوگئے دین ختم ہوجائے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قرآن اور انجیل

مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہارویؒ

قرآن عزیز کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ جس طرح خدا ایک ہے اسی طرح اس کی صداقت بھی ایک ہی ہے اور وہ بھی کسی خاص قوم' خاص جماعت اور خاص گروہ کی وراثت نہیں رہی بلکہ ہر قوم اور ہر ملک میں خدا کی رشد وہدایت کا پیغام ایک ہی احساس و بنیاد پر قائم رہتے ہوئے اس کے سچے پیغمبروں یا ان کے نائبوں کے ذریعے ہمیشہ دنیا کے لئے راہِ مستقیم کا داعی اور منادرہا ہے اور اسی کا نام ''صراط مستقیم'' اور ''اسلام'' ہے اور قرآن اسی بھولے ہوئے سبق کو یاد دلانے آیا ہے اور یہی وہ آخری پیغام ہے جس نے تمام مذاہب ماضیہ کی صداقتوں کو اپنے اندر سمو کر کائنات ارضی کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے اور اس لئے اب اس کا انکار گویا خدا کی تمام صداقتوں کا انکار ہے۔ اسی بنیادی تعلیم کے پیش نظر اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمتِ شان کو سراہا اور یہ اعتراف کیا کہ بلاشبہ انجیل الہامی کتاب اور خدا کی کتاب ہے لیکن ساتھ ہی جگہ جگہ یہ بھی بدلائل بتلایا کہ علماء اہل کتاب نے اس کی سچی تعلیم کو مٹا ڈالا' بدل ڈالا اور ہر قسم کی تحریف کرکے اس کی تعلیم کو شرک وکفر کی تعلیم بنادیا' مگر بعض بعض مقامات پر اہل کتاب کو تورات وانجیل کے خلاف عمل پر ملزم بناتے ہوئے موجودہ تورات وانجیل کے حوالے بھی دیتا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت اصل نسخے بھی' اگرچہ محرف شکل میں ہی کیوں نہ ہوں' پائے جاتے تھے' بہرحال اس وقت بھی یہ دونوں کتابیں لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریفات سے اس درجہ مسخ ہوچکی تھیں کہ وہ تورات موسیٰ اور انجیل مسیح کہلانے کی مستحق نہیں رہی تھیں' چنانچہ قرآن نے اصل کتابوں کی عظمت اور اہل کتاب کے ہاتھوں ان کی تحریف اور ان کا مسخ' دونوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے:

''نزل علیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه وانزل التورۃ والانجیل۔ من قبل هدیً للناس وانزل الفرقان۔'' (آل عمران:۳،۴)

ترجمہ: ''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے تجھ پر کتاب کو اتارا حق کے ساتھ' جو تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس کے سامنے ہیں اور اتارا اس نے تورات اور انجیل کو (قرآن سے) پہلے' جو ہدایت ہیں لوگوں کے لئے اور اتارا فرقان (حق و باطل میں فرق کرنے والی)۔''

''ویعلمه الکتاب والحکمة والتورۃ والانجیل۔'' (آل عمران:۴۸)

''یاهل الکتب لم تحاجون فی ابراهیم وما انزلت التورۃ والانجیل الا من بعده افلا تعقلون۔'' (آل عمران:۶۵)

ترجمہ: ''اور سکھاتا ہے وہ کتاب کو' حکمت کو' توراۃ کو' انجیل کو' اے اہل کتاب! تم کس لئے ابراہیم کے بارے میں جھگڑتے ہو' اور حال یہ ہے کہ توراۃ اور انجیل کا نزول نہیں ہوا' مگر ابراہیم کے بعد' پس کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

وقفینا علیٰ اٰثارهم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیه من التورٰة واتینه الانجیل فیه هدی ونور و مصدقا لما بین یدیه من التورٰة وهدی وموعظة للمتقین ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون۔'' (المائدہ:۴۷)

ترجمہ: ''اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ بن مریم کو جو تصدیق کرنے والا ہے اس کتاب کی جو سامنے ہے توراۃ اور دی ہم نے اس کو انجیل جس میں ہدایت اور نور ہے اور جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتی ہے اور سرتاسر ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور چاہو کہ اہل انجیل اس کے مطابق فیصلہ دیں جو ہم نے انجیل میں اتار دیا ہے اور جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے موافق فیصلہ نہیں دیتا پس یہی لوگ فاسق ہیں۔''

''ولو انهم اقاموا التورۃ والانجیل وما انزل الیهم من ربهم لاکلوا من فوقهم ومن تحت

ارجلهم منهم امة مقتصدة و كثير منهم ساء مايعملون." (المائدہ:۶۶)

ترجمہ: ''اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے (تحریف کر کے ان کو مسخ نہ کر ڈالتے) اور اس کو قائم رکھتے جو ان کی جانب ان کے پروردگار کی جانب سے ہوا ہے تو البتہ وہ (فارغ البالی کے ساتھ) کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے نیچے سے بعض ان میں میانہ رو صلاح کار ہیں اور اکثر ان کے بدعمل ہیں۔''

''قل یا اهل الکتب لستم علی شیء حتی تقیموا التورة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم." (المائدہ:۶۸)

ترجمہ: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے: اے اہل کتاب! تمہارے لئے ٹکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے جب تک تورات اور انجیل اور اس شے کو جس کو تمہارے پروردگار نے تم پر نازل کیا' قائم نہ کرو (تاکہ اس کا نتیجہ قرآن کی تصدیق نکلے)۔''

''واذ علمتک الکتب والحکمة والتورة والانجیل." (المائدہ:۱۱۰)

ترجمہ: ''اور جب میں نے تجھ کو (اے عیسیٰ) سکھائی کتاب' حکمت' تورات اور انجیل۔''

''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التورٰة والانجیل."(الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: ''(نکوکار) وہ شخص ہیں جو پیروی کرتے ہیں رسول کی' جو نبی امی ہے اور جس کا ذکر اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں۔''

''ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعداً علیه حقاً فی التورٰة والانجیل." (توبہ:۱۱۱)

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ نے خرید لیا ہے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات پر کہ ان کے لئے جنت ہے' وہ اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے ہیں' پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں' ان کے لئے اللہ کا وعدہ سچا ہے جو تورات اور انجیل میں کیا گیا ہے۔''

غرض یہ مدح و منقبت ہے اس تورات اور انجیل کی جو تورات موسیٰ اور انجیل عیسیٰ کہلانے کی مستحق اور درحقیقت کتاب اللہ تھیں لیکن یہود و نصاریٰ نے ان الہامی کتابوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس کا حال بھی قرآن ہی کی زبان سے سنئے:

''افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ماعقلوه وهم یعلمون." (بقرہ:۷۵)

ترجمہ: ''کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے' حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا تھا جو اللہ کا کلام سنتا تھا' پھر اس کو بدل ڈالتا تھا' باوجود اس بات کے کہ وہ اس کے مطالب کو سمجھتا تھا اور دیدہ و دانستہ تحریف کرتے تھے۔''

''فویل للذین یکتبون الکتب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند اللہ لیشتروا به ثمناً قلیلاً فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون." (بقرہ:۷۹)

ترجمہ: ''پس افسوس ان (مدعیان علم) پر جن کا شیوہ یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں' پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں تاکہ اس کے معاوضہ میں ایک حقیر سی قیمت دنیوی فائدہ کی حاصل کرلیں' پس افسوس اس پر جو کچھ وہ لکھتے ہیں اور افسوس اس پر جو کچھ وہ اس ذریعہ سے کماتے ہیں۔''

''یحرفون الکلم عن مواضعه." (المائدہ:۱۳)

ترجمہ: ''وہ اہل کتاب' کتاب اللہ (تورات و انجیل) کے کلمات کو ان کے محل و مقام سے بدل ڈالتے ہیں یعنی تحریف لفظی اور معنوی دونوں کرتے ہیں۔''

ان کے علاوہ ثمن قلیل (معمولی پونجی) کے عوض آیات اللہ کی فروخت کرنے کے متعلق تو بقرہ' آل عمران' نساء' توبہ میں متعدد آیات موجود ہیں' جن کا حاصل یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ تورات و انجیل کی بیع دونوں طرح کیا کرتے تھے' تحریف لفظی کے ذریعہ بھی اور تحریف معنوی کے سلسلہ سے بھی۔ گویا سیم و زر کے لالچ سے عوام و خواص کی خواہشات کے مطابق کتاب اللہ کی آیات میں لفظی و معنوی تحریف ان کے فروخت کرنے کی حیثیت رکھتی ہے' جس سے بڑھ کر شقاوت و بدبختی کا دوسرا کوئی عمل نہیں اور جو ہر حال میں موجب لعنت ہے۔

☆☆......☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی سچائی!

چوتھی قسط

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

اسی حالت میں پورے بارہ برس گزر گئے کہ نہ آپ نے قومی وملکی بہبودی میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا اور نہ قوم نے آپ کی مخالفت ودشمنی کا کوئی پہلو ہاتھ سے جانے دیا۔ آپ کی اولاد ہوئی اور بحالت طفولیت انتقال کرگئی تو آپ کی قوم نے لاولدی کا طعن دیا اور اس نازک دل پر جوقوم کی جفا سے مصدوم ہونے کے بعد لخت جگر کی موت سے غمگین بنا تھا یوں کہہ کہہ کر صدمہ دوبالا کیا کہ ہمارے دیوی دیوتاؤں کی مخالفت اور آبائی مذہب کی توہین وبے ادبی کی سزا میں بچے مر رہے اور مدعی سفارت کو بے نام ونشان بنا رہے ہیں، آپ اپنی قوم کے تمام خطابات سنتے اور بلاخیال انتقام صرف محزون ہوکر رہ جاتے تھے۔

قوم چاہتی تھی کہ آپ شب وروز غم میں مبتلا رہیں، اور آپ چاہتے تھے کہ قوم کے غلام اور باندیاں بھی امن وراحت کی زندگی گزاریں۔ دن کو آفتاب نکلتا اور شام کو غروب ہوجاتا تھا، کبھی گرمی ہوتی تھی کبھی سردی، کہیں غم لاحق ہوتا تھا اور کہیں خوشی، عالم میں سب کچھ انقلاب جاری تھا، زمانہ پلٹ رہا تھا مگر ایک آپ کا دم تھا کہ اسی یکساں حالت پر گویا پہاڑ میں پاؤں جمائے ہوئے اپنی قوم کو پکار رہا تھا کہ جس خدمت کو انجام دینے کے لئے آیا ہوں اس کو پورا کرنے کی کوشش میں جان دے دوں گا مگر ٹلوں گا نہیں، سب کچھ سہوں گا مگر اپنی پکار سے باز نہ آؤں گا، نہ جھکوں گا، یہاں تک کہ یا تمہاری فلاح آنکھوں سے دیکھ لوں اور یا اسی سعی میں شہید ہوجاؤں، آخر آپ کی خیرخواہانہ دعوت اور مخلصانہ آواز خالی نہ گئی اور باغی جماعت میں کچھ لوگوں نے اس طرف میلان کیا کہ بے سمجھے قوم کی ہاں میں ہاں ملانا بھی حماقت وغلطی ہے، اس لئے دیکھنا تو چاہئے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے، بلاوجہ اس قدر باعظمت منصب کا دعویٰ کیوں کرتا ہے، اپنے دعوے پر کیا دلیل رکھتا ہے اور اس قدر جرأت واستقامت کے ساتھ سارے ملک کی مخالفت کو جھیل کر کس ہمت پر ملک کی بہبودی کا تن تنہا ذمہ لیتا ہے۔

بس اس قدر میلان کا ہونا غنیمت تھا اور سفیر کی خواہش پوری ہونے کے لئے تعصب اور محض قومی یا آبائی رسم کی پابندی کے خیال سے چند لمحے کے لئے ہٹ جانا کافی تھا، کیونکہ صرف توجہ اور سوچ بچار کی حاجت تھی، ورنہ دعوے کی صداقت میں شبہ ہی کیا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ آئے اور مختلف الخیال ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے رنگ کے موافق سفیر کے دعوے کی سچائی ڈھونڈنے لگے۔

بعض لوگ وہ تھے جنہوں نے سفیر کی معاشرت میں فکر کیا اور دعوے کی عظمت کو جانچا تو سمجھ لیا کہ ایسا ہونہار سرتاپا صالح شخص جس نے غربت وافلاس میں بھی کسی کے پیسہ پر نظر نہیں کی اور حاجت کے وقت بھی مال کی طمع میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، فریب نہیں کیا، کسی کو دھوکا نہیں دیا، کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا پر تہمت باندھے اور یوں کہے کہ میں خدا کا سفیر ہوں، پھر خاندان میں شرافت بھی موجود ہے، عزت بھی موجود ہے، حکومت بھی قائم ہے، ریاست بھی قائم ہے، اس لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ بڑا بننے کی ہوس اور جاہ وعزت کی طمع نے اس کو منصب عظیم کا دعویدار بنایا ہو، پس ہونہ ہو یہ شخص ضرور سچا ہے اور گو اس وقت اس کی جان بھی خطرہ میں ہے اور اس کے معتقدین کی جان بھی خطرہ میں پڑے گی، مگر انجام سچوں ہی کا بہتر ہوتا ہے، لہٰذا وقت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے، چنانچہ آگے بڑھے اور سفیر کی صداقت کا اقرار کرکے حلقۂ اطاعت کان میں ڈال لیا۔

بعض وہ لوگ تھے جو شاہی فرمان کے طرز تحریر سے واقف تھے اور خود بھی فصیح نظم اور بلیغ نثر پر قادر تھے، کلام کی عظمت وجلالت کو سمجھتے اور بیان کے حسن وقبح کو پرکھ سکتے تھے، انہوں نے فرمان کا طرز بیان دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ یہ کلام جس کے لفظ لفظ سے عظمت ٹپک رہی اور شاہانہ جلالت برس رہی ہے ہونہ ہو شاہی فرمان ہے۔ نہ محمد اس کو بنا سکتے ہیں، نہ کہیں سے نقل کرکے لاسکتے ہیں، خصوصاً جبکہ اس میں حسب ضرورت سوال کا جواب اور حسب حال مقتضائے وقت مضمون جو بھی آتا ہے وہ اسی جلالت سے بھرا ہوا آتا ہے جس کے شاہانہ انداز میں سرمو فرق نہیں، سو اس کو یوں کہنا کہ محمد کو آنے والی ضرورتوں اور ہونے والے سوالات کا پہلے سے علم ہوگیا تھا اور اس کے جواب پہلے سے خود گھڑ لئے یا کسی سے بنوالئے تھے جن کو اب وقتاً فوقتاً سنا رہے ہیں، صریح بے حیائی اور حماقت ہے، اس لئے انہوں نے بھی آگے بڑھ کر سفیر کے قدم چومے اور بخوشی ایمان لے آئے۔

بعض وہ لوگ تھے جنہوں نے سفیر کی زبان سے شاہی فرمان کے بے مثل ہونے کا دعویٰ سنا اور ان فصحائے ملکی کو جن کی شعر گوئی وجادو بیانی کا ڈنکا بج رہا تھا دم بخود بیٹھے پایا تو سوچنے لگے کہ مدعی کے دعوے کو پست کرنے کی اس سے زیادہ سہل کون تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس کا ترکی بہ ترکی جواب دے دیں، وہ کہتا ہے کہ اس کلام کی ایک سطر کا مثل بھی تم سے نہیں بن سکتا، سو اگر واقعی یہ شاہی فرمان نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے تو یہ شعراء وخطیب جنہوں نے اپنے قصائد سے شراب کا کام لیا۔ نیام کے اندر سے تلواریں نکلوادیں، خون کی ندیاں اور نہریں جاری کرادیں، محافل ومجالس میں بولنے والوں کی زبانیں بند کردیں، شاہی درباروں میں محو حیرت کر کے اہل عقول کو ششدر بنادیا، آخر اب کیوں دم بخود ہو گئے؟ ان کی لمبی لمبی زبانیں کہاں گئیں، ان کی استعداد نظم کو کیا ہو گا؟ اس قدر سہل طریق کا چھوڑنا کہ لو تمہارے کلام سے بہتر یہ قصیدہ موجود ہے اور مدعی سفارت کو لاجواب بنا کر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینا، بہتر ہے یا ملک وقوم کو اختلاف کی آگ میں ڈالنا اور نزاع وجدال کے مشکل راستہ کا اختیار کرنا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ لوگ عاجز آ گئے اور تھک کر بیٹھ رہے ہیں، ان کے دل ضرور مان چکے ہیں کہ واقعی یہ شاہی فرمان ہے، مگر اپنی بات کی پچ ہے کہ اسی مخالفت وانکار پر جمے ہوئے ہیں، سو ایسے ہٹ دھرم لوگوں کا ساتھ دینا حماقت ہے جو معقول جواب نہ دے سکیں اور واہی تباہی باتوں سے حق کا چھپانا رلانا اور مخول ومذاق سے بچ اور غالب آنے والے مقابل کو دبانا چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر بغاوت سے توبہ کر لی اور حق کے تابع ہو گئے۔

بعض وہ لوگ تھے جن کو بات کی پرکھ تھی اور کلام کی بلندی وپستی کو سمجھ سکتے تھے، انہوں نے دیکھا کہ یہ کلام جس کو شاہی فرمان کہا جاتا ہے درحقیقت قدر ومنزلت میں انسانی کلام سے بہت بلند ہے کہ نہ لغات غریبہ اس میں جمع کئے گئے نہ قافیہ اور سجع بنانے کو ترتیب نحوی میں تغیر ہوا، نہ بناوٹ اور تصنع کو دخل دیا گیا اور نہ عبارت کو کسی خاص من گھڑت قصہ کے تابع بنایا گیا۔ آخر کیا بات ہے کہ سلیس عبارت میں روزمرہ کی ضروریات ایسے پیارے انداز سے بیان ہو گئیں کہ طبیعت کو ذوق آتا اور ایک شیرینی ومٹھاس معلوم ہوتی ہے، دل ہے کہ اس کی طرف جھکتا اور قلب ہے کہ اس کی لذت کے چٹخارے لے کر اس جانب کھنچا چلا جاتا ہے، ہزارہا شعراء کے کلام سنے، مشاعرہ کی مجالس اور مخاطبہ کی محافل میں بہت کچھ مباحثے اور مناظرے دیکھے مگر یہ مقناطیسی کشش آج تک نہیں دیکھی کہ بے اختیار دل میں ایک اثر پڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے پھر ایسا موثر کلام ظاہر ہو محمد کی زبان سے؟ جنہوں نے کبھی کسی کے سامنے کتاب نہیں رکھی، مکتب یا مدرسہ میں پڑھے نہیں، بس ہو نہ ہو مدعی سفارت اپنے دعوے میں سچے ہیں اور یہ فرمان جس میں صاف صاف الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ: ''اس کا حامل جو فلاں فلاں صفات سے آراستہ ہے تمہارے پاس میرا سفیر بن کر آتا ہے یہ تم کو میرے احکامات سنائے گا تمہاری بہبودی کی تم کو تعلیم دے گا پکی عقل اور دانش مندی سکھلائے گا، اپنی روحانی قوت سے تمہارے اخلاق طبعیہ کو سنوارے گا، دلوں کے زنگ ہٹا کر حکمت اور حسن تدبیر کی روشنی سے تم کو منور بنائے گا۔ پس اے وہ لوگو! جن کے کانوں میں یہ باتیں پڑیں چھوٹی ہو یا بڑی جو بات بھی یہ تم کو میری طرف سے پہنچائے اس کو ضرور ماننا اور اس کے بتائے ہوئے قانون پر عمل کرنا'' ضرور شاہی فرمان ہے، کیونکہ مدعی سفارت شخص میں وہ ساری باتیں جن کا وہ دعویٰ کرتا ہے موجود ہیں، پس جب ہم سے جواب دینا بھی محال ہے اور کھلے ہوئے حق کو چھپانا بھی دشوار ہے تو وجہ کیا کہ حق کا اتباع نہ کریں، چنانچہ یہ بھی لپکے اور زمرۂ اہل حق میں شامل ہو گئے۔

(جاری ہے)

ماہانہ ختم نبوت تربیتی نشست حلقہ منظور کالونی

کراچی (رپورٹ: حافظ محمد عمران) گزشتہ دنوں حلقہ منظور کالونی میں علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کی ماہانہ تربیتی نشست منعقد ہوئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گوہر شاہی فتنہ سے متعلق ملک بھر کے تمام مسالک کے علماء کرام اور امام کعبہ کی طرف سے کفر کا فتویٰ موجود ہے، اسی طرح ملک کے مختلف کورٹس نے بھی ریاض احمد گوہر شاہی کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ منظور کالونی میں اس فتنہ کی سرگرمیوں پر حلقہ منظور کالونی کے علماء کرام نے مشاورت کی اور علاقے کی معزز شخصیات سے ملاقات کی جس میں پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا قاری اللہ داد اور اسی طریقے سے جمعیت علماء اسلام یوسی نو کی مجلس عاملہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان تمام حضرات کے مشورے سے ایک درخواست علاقہ تھانہ بلوچ کالونی میں جمع کروائی گئی کہ فتنہ گوہر شاہی کی اشتعال انگیزیوں کو قانونی طور پر روکا جائے۔ اجلاس میں مفتی محبوب احمد، مولانا محمد اسحاق، مولانا محمد رفیق قاسمی، مولانا غلام یٰسین، مولانا شفیع الرحمن ان کے علاوہ کارکنان ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام یوسی نو کی مجلس عاملہ نے شرکت کی۔

سیرتِ نبوی کے چند اہم گوشے!

محمد حنیف ملی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین آفاقی اور قیامت تک رہنے کے لئے آیا ہے' جس کی ضمانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر دے دی ہے کہ روئے زمین اور فضائے کائنات میں کوئی کچا پکا مکان ایسا نہ ہوگا جو میری تعلیمات اور میری شریعت سے متاثر نہ ہو۔ آپ کی ذات گرامی اسلامی شریعت کے لئے نقطۂ آغاز تھی جیسا کہ قرآن کریم نے سورۂ فتح میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک وسیع وعریض دائرہ بن گیا' جس میں کالے گورے' عجمی عربی' آقا وخادم' بادشاہ اور غلام' تاجر اور کاشت کار' عالم وجاہل سب نظر آرہے ہیں۔

آپ نے آدم کے گھرانے کو ان کا اصلی رشتہ یاد دلایا' ان کی ہمدردی میں انسانیت کا درد بانٹتے رہے اور یہ اعلان فرمادیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کا خمیر مٹی سے تیار ہوا ہے' اس لئے ظاہری امتیاز ونسب کوئی چیز نہیں۔ آپ نے وہ تمام دیواریں گرادیں اور خلیجیں پاٹ دیں جو اس زمانے کے سورماؤں نے علاقائی' نسلی' لسانی' خاندانی اور تہذیبی بنیادوں پر قائم کی تھیں اور اس موہوم فاصلے کو کم کرکے بتادیا کہ بنی آدم ایک دوسرے کے لئے انسانی جسم کے اعضاء کی طرح ہیں کہ اگر ایک عضو درد' کبیدگی' سوز' حرارت اور بے چینی محسوس کرتا ہے تو سارا جسم انسانی متاثر ہوتا ہے اور شعوب وقبائل کی اگر اسلام نے کسی درجے میں رعایت کی ہے تو وہ تعارف کی وجہ سے ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت کی وجہ سے بڑھتے ہوئے فاصلوں کو بھی ختم کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عصبیت اور جاہلیت کا نعرہ لگانے والے کی مثال ایسی ہے کہ اونٹ منہ کے بل کنویں میں گر جائے اور اسے دم پکڑ کر نکالا جائے' یعنی جس طرح یہ عمل ناگوار و ناشائستہ ہے' اسی طرح اپنے قبیلے' خاندان' جماعت کی غلط راہ پر ہونے کے باوجود حمایت کرنا بھی ناپسندیدہ ہے۔

دین کی اس آفاقیت اور بقا کا راز اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بنیادوں اور اساسی حقیقت پر رکھا ہے جسے اسلامی شریعت میں عقیدہ اور عمل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں بھی اول الذکر کی حیثیت سنگِ بنیاد یعنی پتھر کی ہے' جس کے بغیر اس دنیا میں بندے کا بڑے سے بڑا اچھا عمل اس کی نجات کے لئے کافی نہ ہوگا' دنیا میں ایمان کی دولت سے محروم رہنے کے باوجود ایسے انسانوں کی کمی نہیں جو اچھائیوں اور انسانی خوبیوں کے خوگر ہوتے ہیں' لیکن ان کی یہ اچھائیاں دنیاوی درجات کی بلندی اور راحت وآرام کا سبب تو ہوسکتی ہیں' آخرت میں اس پر کچھ ملنے والا نہیں ہے' ایسے اچھے انسانوں کی نظیر عہد رسالت میں بھی مل جائے گی۔

یہ حضرت حکیم ابن حزامؓ ہیں جو قبول اسلام سے پہلے بھی نماز' روزہ' صدقہ' خیرات میں لگے رہتے تھے۔ غلاموں کو آزاد بھی کیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے عہد جاہلیت کی اچھائیوں پر اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: جو نیکیاں تم نے عہد جاہلیت میں کی ہیں' اسلام اسی کا صلہ ہے۔ اب آخرت کے لئے جو نیکیاں کروگے اس پر تمہیں پروانہ نجات ملے گا۔ معلوم ہوا کہ کوئی اچھا کام عقیدے سے محروم رہ کر طاعت' قربت اور عبادت کا درجہ نہیں حاصل کرسکتا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہ بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دل کے نہاں خانوں کو خدائے وحدہ لاشریک کے یقین کامل سے آباد وشاداب رکھنے کا اہتمام فرمایا۔ ارشاد ہے: ''لا الٰہ الا اللہ پر سچا یقین رکھتے ہوئے دنیا سے جائے' جنت کا حق دار ہوگا۔'' کہیں فرمایا: ''ایسا خوش نصیب پر جہنم حرام ہوگا۔'' ایک یہودی نوجوان جو اللہ کے نبی کا خادم تھا' جب وہ مرنے لگا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ طیبہ کی تلقین کی' وہ لڑکا اپنے باپ کو دیکھنے لگا' باپ نے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو' چنانچہ اس نے مرتے وقت کلمہ پڑھا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حسن خاتمہ اور توفیق پر خداوند عالم کا شکریہ ادا فرمایا۔

حضرت سفیان بن عروہ ثقفیؓ نے جب عرض کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی بات تلقین فرمادیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت باقی نہ رہ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عقیدہ کی

اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ کہو کہ میں خدا پر ایمان لے آیا اور اس پر قوت سے جم جاؤ۔''

عقیدۂ توحید و رسالت آپ کی سیرت کی وہ اہم تعلیم ہے کہ جسے سب کھو کر بھی بچالیا جائے تو بڑی سعادت اور کامیابی ہوگی۔ ایک صحابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کے ساتھ ہرگز شریک نہ کرنا' چاہے تمہیں جلادیا جائے یا قتل کردیا جائے۔''

اس روایت نے بتایا کہ سیرت کا اہم عنصر عقیدۂ توحید و رسالت ہے' اس راہ میں اگر جان بھی چلی جائے تو یہ سستا سودا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے اندر سیرت کے اس اہم عنصر کو اپنایا تو کلمۂ حق بلند کرنے کے لئے سربکف نکلنا' خاک و خون میں تڑپنا' اذیتوں سے گزرنا' تختۂ دار پر لٹکنا اور میدان جنگ میں طبل کی آواز سننا' ان کے لئے آسان ہوگیا۔ ان اذیتوں سے گزر کر جب وہ منزل جاناں میں قدم رکھتے تھے تو زخموں سے چور اور لہو میں غرق ہوتے تھے لیکن لب پر: ''فزت و رب الکعبۃ'' کا نعرۂ مستانہ ہوتا تھا۔

سیرت کا یہ اہم گوشہ جسے عقیدۂ توحید کہتے ہیں' اس کے مختلف اجزا ہیں اور جسے ایمان مفصل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا ایک ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا اللہ کے سچے رسول ہیں اور فرشتوں کا وجود برحق ہے' خدا نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے' وہ سرچشمۂ خیر ہیں' وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث' وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہیں۔ خدا کی تحمید و تسبیح ہی ان کی غذا ہے' ان میں سے کچھ بارگاہ سے متعلق ہیں اور کچھ کارگاہ سے' وہ اپنا مستقل وجود رکھتے ہیں' آسمانی کتابیں برحق اور سچ ہیں۔ وہ خدا کا کلام ہیں' خدا کی ذات جس طرح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اسی طرح اس کا کلام بھی ازلی ہے' آخرت برحق ہے' تقدیر کے فیصلے سچے ہیں' جنت اور جہنم بھی مخلوق اور برحق ہیں' پل صراط اور میزان عمل بھی حق ہیں' ان اجزا میں کسی ایک کی طرف سے بھی رتی برابر شک ہوا تو پھر ایمان کی خیر نہیں۔ اس لئے سیرت کا اولین تقاضا یہ ہے کہ دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ یہ اجزا دامن دل سے وابستہ ہیں یا نہیں۔

یہی دل کی پختگی اور عقیدے کا وہ استحکام تھا' جس نے خطرناک وادیوں اور دشمن کی مجموعی یلغار کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں جنبش نہیں آنے دی اور آپ خطروں میں گھر کر فرماتے تھے لاتحزن ان اللہ معنا اور میدان جنگ میں دشمن کی بپھری ہوئی جمعیت میں تن تنہا فرمایا کرتے ہیں:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

ترجمہ: ''میں عبدالمطلب جیسے بہادر انسان کا سپوت ہوں' جو پشت دکھانا نہیں جانتا اور میں سچا نبی ہوں جس میں کوئی غل وغش نہیں۔''

سیرت کا یہ اہم گوشہ ہم سے چھوٹ چکا ہے' یہی وجہ ہے کہ ہر طرح کے نکبت اور ذلت کے بادل ہم پر منڈلا رہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ ہم اب اپنے ہی سائے سے ڈرنے لگے ہیں۔ معرکۂ خیبر میں یقین اور وثوق کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: عن قریب لشکر شکست خوردہ دم دبا کر بھاگ جائے گا' یہ اسی سیرت طیبہ کا اہم عنصر ہے' جسے آج ملت اسلامیہ میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا بنیادی وصف عمل ہے' جس کی حیثیت قوموں' ملکوں اور گردش ایام میں حاکم اور فاتح کی ہے' دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کردار اور عمل کے سامنے ظاہری تب و تاب اور گل افشانی گفتار کی کوئی حیثیت نہیں' بے سروسامانی کی زندگی میں عمل سے جو انقلاب برپا ہوتا ہے وہ گفتار اور شوخیوں کے طوفانوں کو بھی پسپا کردیتا ہے' اس ترقی یافتہ متمدن دنیا میں لکچر' لٹریچر' پمفلٹ' سیمپوزیم اور مذاکروں کی کمی نہیں۔ یہ ایسے آلات ہیں جن کی چمک اگر چہ نگاہوں کو خیرہ کئے ہوئے ہے' لیکن اس کی کاٹ دلوں تک تو کیا پہنچے' ظاہری چیزوں کو بھی متاثر نہیں کرپاتی' اس لئے یہ کہتے ہوئے قوت معلوم ہوتی ہے کہ عمل ہی وہ شمشیر براں ہے' جس کا لوگوں کے دلوں پر براہ راست غلبہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

آدمی نہیں سنتا آدمی کی باتوں کو

پیکر عمل بن کر غیب کی صدا ہوجا

اثر انداز ہونے کے لئے عمل براہ راست فعال ہے۔ عمل باطل نظام کو زیروزبر کرنے کے لئے صاعقۂ ربانی ہے۔ عمل ایک باطنی قوت ہے جس کا قالب سے زیادہ قلب پر اثر ہوتا ہے' عمل ایک حقیقت ہے جس کے اشارے کی زباں صرف دل و دماغ سمجھتے ہیں' عمل سیاہ رات میں منزل کے لئے جگنوں کا کام کرتا ہے' عمل سے ہی زندگیوں میں انقلاب آتا ہے وہ اس دھرتی پر ختم الرسل کے اخلاص سے معمور اعمال کی کرشمہ سازی تھی' جس نے غبار راہ کو فروغ وادی سینا عطا کیا۔ عمل موجۂ حق ہے جس سے باطل پسپا ہوتا ہے' عمل صدائے غیب ہے جس کی حکمرانی کے وسیع ترین قلمرو کو بصیرت والے ہی دیکھتے ہیں' عمل بے سروسامانی میں بھی پہاڑوں کو دونیم اور دریاؤں کو دورخ پر کردیتا ہے' یہ وہ جوہر ہے جس کا سچا نمونہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تو وادی یثرب سے لے کر تبوک و دیلم اور قیصر وکسریٰ کے ایوان شاہی بھی لرز اٹھے۔ عمل ہی آپ کی سیرت طیبہ کا وہ اہم عنصر ہے جس سے سراپائے رسول تشکیل پاتا ہے۔ عمل خس خانوں

ویرانوں اور داماں کوہ میں رہ کر بھی کامیاب ترین حکومت کرتا ہے‘ عمل ناقابل شکست قوت ہے‘ عمل ہی جنت ہے اور وہی جہنم ہے‘ وہی ولی‘ وہی شیطان وہ برگزیدہ اور وہی راندۂ درگاہ۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس عمل صالح کا نمونہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے: ’’لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ‘‘ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سراپا عمل تھی‘ بلکہ وہ پاور ہاؤس ہے جہاں سے حسب استعداد عمل کی قوت بہم پہنچتی ہے‘ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادات‘ معاملات‘ اخلاقیات آداب وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ساری دنیا کو اپنے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی اور احکام سیکھنے کا حکم بھی دیا۔

نماز کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے ذریعے ساری امت کو: ’’صلوا کما رایتمونی اصلی‘‘ کہہ کر عمل کی ترغیب دی۔ حج کی اداؤں کو اپنانے کے لئے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ’’مجھ سے اپنے حج کے ارکان اور احکام سیکھو۔‘‘ آداب زندگی کی تلقین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما انا لکم مثل الوالد اعلمکم کل شئی

’’(میں تمہارا روحانی باپ ہوں‘ تمہیں ہر ادب سکھاتا ہوں‘ دیکھو قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو قبلے کی طرف اپنا رخ اور اپنے پشت نہ کرو)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں زندگی کے لئے مفید اعمال کی ترغیب دی وہیں عمل سے خالی زندگی پر سخت نکیر بھی فرمائی اور مال و زر کی آسودہ زندگی پر بھروسا کرنے والے نادانوں کو تنبیہ بھی فرمائی اور آیات قرآنی کی روشنی میں بتا بھی دیا کہ سیم وزر اور آل و اولاد و دنیا کی عارضی اور موہوم چمک دمک ہیں جو ختم ہو جائیں گی اور باقی رہنے والی وہ نیکیاں ہیں جسے بندہ عمل کی صورت میں اختیار کرتا ہے۔

قوموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عملی پیغام ہے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسبت اور قومی مفاخرت پر اترانے والوں کو فریب سے نکالتے ہوئے اسی عمل کی ترغیب دی‘ یہی نہیں اپنے عزیز‘ خاندان والوں اور عم محترم حضرت عباسؓ‘ حضرت فاطمہؓ تک کو فرمایا کہ اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ نبی کا چچا یا صاحبزادی ہو‘ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: ’’اعملی لا اغنی عنک من اللہ شیئا فاطمہ‘‘ (عمل کرتی رہو میں قیامت میں تمہارے کام نہ آسکوں گا)۔ ایک اور مقام پر پوری امت کو عمل کی ترغیب دیتے ہوئے بے عملی اور چیزوں پر تکیہ کر کے بیٹھنے کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’جو اپنے عمل سے سست ہوگا‘ اس کا نسب اس کے کام نہیں آسکے گا۔‘‘ ان روایات سے سیرت کے اس اہم گوشے پر روشنی پڑتی ہے‘ جسے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح عالم بتایا ہے۔ عارف مشرقی فرماتے ہیں:

یقین محکم‘ عمل پیہم‘ محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

سیرت کا یہی وہ پہلو ہے جس نے یکساں دوست دشمن‘ اپنے پرائے‘ حاکم محکوم‘ ظالم رحمدل سب کو متاثر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی قوت نے مردوں کو مسیحائی‘ کمزوروں کو توانائی‘ اور بصیرت سے محروم دنیا کو بینائی عطا کی۔ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت کا فیضان ہے کہ شرق و غرب‘ عرب و عجم سب کو نوازا‘ اس قطعی حقیقت کو دل و دماغ سے قریب تر کرنے کے لئے عملی سیرت کے چند گوہر پارے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن ابی الحماءؓ فرماتے ہیں کہ نبوت سے پہلے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا‘ ابھی وہ معاملہ پورے طور پر طے نہیں ہوا تھا کہ میں کسی ضرورت سے وعدہ کر کے چلا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ اتفاقاً تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہ آیا۔ تیسرے دن جب یاد آیا تو میں اس جگہ پہنچا‘ جہاں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا تھا‘ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ میری اس پیمان شکنی پر بغیر کسی ناراضگی کے ارشاد فرمایا: ’’تم نے مجھے زحمت دی‘ میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا منتظر ہوں۔‘‘

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عملی سیرت میں حسن معاملہ اور وفا کشی کا یہ ایسا انمول نمونہ ہے جو سارے تاجروں اور اہل معاملہ کو روشنی اور ترقی کی راہ دکھاتا ہے۔

ایک سفر میں صحابہ کرامؓ نے کھانا پکانے کا انتظام کیا اور سب ہی نے اپنے ذمہ ایک ایک کام لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنگل سے لکڑیاں لاؤں گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ماں باپ قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت فرمانے کی ضرورت نہیں‘ ارشاد فرمایا: یہ صحیح ہے لیکن خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے کو دوسرے سے نمایاں اور بالاتر سمجھتا ہو۔

غور کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرت کے اس عملی پہلو میں دوستی اور محبت کی بنیاد پیش کر کے بتایا کہ دلوں کو فتح کرنے کے لئے دوستوں کے شانہ بشانہ ہر کام میں بڑے کو بھی شریک ہونا چاہئے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد دنیا والوں نے

دولت کی فراہمی اور زر کشی پر رکھی ہے۔ اس ناکارہ اور خود غرضانہ نظام نے دنیا کی معیشت کو اس طرح تباہ کر رکھا ہے کہ دولت پر صرف چند سرمایہ داروں کا قبضہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے انسانی ضمیر کو بتایا کہ دولت جمع کرنے سے نہیں بلکہ اچھے کاموں میں خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے: "لاینقص مال من صدقة" آپ نے سود کو حرام، غلط کاروبار کو ناجائز قرار دیا، رشوت، فراڈ، ذخیرہ اندوزی اور چوری سے سخت نفرت کا اظہار فرمایا اور اعلان فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ سیرت کے اس عملی پہلو پر دنیا عمل کرے تو انسانیت کا ایک قابل رشک معاشرہ وجود میں آ جائے۔

تفوق اور بالادستی کے جس ناسور میں دنیا مبتلا تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مٹا کر احترام آدمیت اور مساوات انسانی کا عملی درس دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس درس اور کھانے کے دستر خوان پر غلام اور آقا، شاہ و گدا، ادنیٰ اور اعلیٰ سب دیکھے جا سکتے ہیں۔

اگر فیروز دیلمی جیسے بادشاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقے میں ہیں تو بلال حبشیؓ بھی وہیں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام طبقات انسانی کو بار بار یاد دلایا کہ اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی ہو جاؤ۔

درحقیقت عقیدے کی پختگی اور اصلاح کے بعد سیرت کا یہی وہ عملی گوشہ ہے جس میں آدمیت کی رفعت اور طبقۂ انسانی کی معراج پوشیدہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ گوشہ اس قدر دراز تر ہے کہ زبان و قلم بھی اس کی دسترس سے عاجز ہیں۔

☆☆ ... ☆☆

مناجات

صدق احساس کی دولت مرے مولیٰ دے دے
غم امروز بھلادے، غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی
دل دیوانہ و شیدائی و شیدا دے دے

اپنے میخانے سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لئے علم حقیقت کے در
دل دانا، دل بینا، دل شنوا دے دے

قول میں رنگ عمل بھر کے بنادے رنگیں
لب خاموش بنا کر دل گویا دے دے

دل بیتاب ملے دیدۂ پُر آب ملے
تب آتش مجھے دے ذی نم دریا دے دے

درد دل سینے میں رہ رہ کر ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

مولانا سید سلیمان ندوی

سعد و نحس کا جاہلانہ تصور

مولانا محمد خالد ندوی

۱۳ کا عدد اور مغربی دنیا:

بعض جگہوں پر ۱۳ کا عدد بہت منحوس سمجھا جاتا ہے مغربی دنیا میں تو مبالغہ کی حد تک یہ بات پائی جاتی ہے چنانچہ برطانیہ والے اس دسترخوان پر بیٹھنا گوارا نہیں کرتے جس پر تیرہ آدمی مدعو ہوں اور فرانس میں ایسی صورت میں ایک شخص کا اضافہ کرلیا جاتا ہے اور اسے کارٹون کہا جاتا ہے امریکا بھی اس معاملہ میں فرانس و برطانیہ کے دوش بدوش ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ امریکی صدر فرانکلن روزفلٹ اس دعوت میں ہرگز شریک نہیں ہوتا تھا جس میں ۱۳ مہمان شریک ہوئے ہوں لیکن اس کے باوجود امریکا میں ایک کلب ہے جس کا نام ہی کلب نمبر ۱۳ ہے اس کی ایک شاخ لندن میں بھی ہے اس کا ایک آرگن بھی "باش" نامی نکلتا ہے جو صرف کارٹونوں پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا کام ہی عدد تیرہ کا مذاق اڑانا اور "تیرہ" کے تعلق سے جو واقعات و حوادث پیش آتے ہیں اس کا ذکر کرنا ہے۔ اہل امریکا تیرہ کے عدد کو اور بھی منحوس سمجھتے ہیں کیونکہ جب تیرہ اپریل ۱۹۷۰ء کو اپولو ۱۳ کو داغا جارہا تھا تو عین داغنے کے وقت اس کا گیس سلنڈر پھٹ گیا اور وہ پرواز کے قابل نہ رہا اور اتفاق سے اس کے تینوں خلا بازوں کے ناموں کے عدد بھی تیرہ ہوتے تھے ابھی کچھ سال پہلے مہینہ کی تیرہ تاریخ کو یمن میں زبردست زلزلہ آیا اور اتفاق سے وقت بھی ساڑھے بارہ کا تھا گویا تیرہ کا عدد شروع ہوچکا تھا اور یہ عظیم حادثہ پیش آیا جس میں ڈھائی تین ہزار آدمی جاں بحق ہوئے سات آٹھ سو بستیاں اجڑ گئیں اور کتنی صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

جلیل القدر انبیاء اور تیرہ کا عدد:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تیرہ تاریخ اگر جمعہ کو پڑ جائے تو پھر کوئی نحوست ضرور ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ ساری باتیں غیر اسلامی ہیں اگر تیرہ کا عدد منحوس ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کے لئے قطعاً پسند نہ فرماتا کیونکہ نبی کی ذات خدا کے نزدیک برگزیدہ اور معصوم ہوتی ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور تیرھویں آپ تھے۔ حضرت عیسیٰ اپنے بارہ حواریین کے ساتھ تیرھویں خود تھے حضرت موسیٰ کی قوم کے بارہ نقیب بڑے جاہ و جلال کے بادشاہ گزرے ہیں مثلاً آرتھ اور "ہیروس" ان کے مصاحبین کی تعداد بارہ تھی اور یہ دونوں تیرہ کا عدد پورا کرتے تھے لیکن ان پر نحوست کا سایہ نہیں پڑا اور سب سے بڑا واقعہ جس نے حق کو باطل سے ممتاز کردیا اور کفر کے سر کو توڑ دیا۔ غزوۂ بدر کا واقعہ ہے اس میں اہل اسلام کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی اور اس کے مقابلہ میں غنیم کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی لیکن پھر بھی نہ جانے اس طرح کتنے ایسے ہی توہمات ہیں جن کی آہنی زنجیروں میں انسانیت کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں۔ عقیدہ خالص اور عمل صالح سے تہی دست اس کا مایہ وجود اہرمن کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا ہوا ہے۔ حقیقی اسلام انسانوں کو اسی اسیری سے آزاد کرنے اور حق و صداقت کی سرمدی لذتوں سے روشناس کرانے آیا تھا لیکن خدا کے بندوں نے اس کی قدر نہ کی اور بالآخر سعد و نحس کے چکروں نے انہیں قوت ارادی سے تہی دست اور عزم محکم کے فیضان سے محروم کردیا ہے۔

اسلام کا عظیم احسان:

اسلام نے اس سے منع کرکے اور بعض صورتوں میں کفر سے تعبیر کرکے جہاں عقیدہ کی حفاظت کا سامان کیا ہے وہیں اس نے نفسیاتی الجھنوں سے بھی بچانے کی کوشش کی ہے اور کامیابی و ناکامی کا معیار عقیدہ و عمل کو قرار دیا ہے تاکہ عوارض کو مؤثرات حقیقت نہ سمجھا جائے بلکہ ہر حال میں مؤثر خدا کی ذات کو مانا جائے اور مسلسل عمل محنت و جانفشانی سے زندگی کے تاریک دریچوں میں امید کی قندیلیں روشن کی جائیں۔ اس کے بغیر نہ کچھ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"لیس للانسان الا ماسعی
وان سعیہ سوف یری۔"

ترجمہ: "انسان کے ذمہ کوشش ہے
اور اس کے نتائج سامنے آکر رہیں گے۔"

ایک مسلمان آفاق کی وسعت دیکھ کر حیران و ششدر مبہوت و درماندہ ہوکر ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں کرتا ہے بلکہ وہ وسعت افلاک میں اپنی تکبیر مسلسل سے زندگی پیدا کرتا ہے اور وسعت آفاق کو اپنی فکر و نظر کا محور اور کد و کاوش کی جولانگاہ تصور کرتا ہے اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ساری کائنات اسی کی خاطر ہے لیکن اس کی ذات رضائے الٰہی کی تابع ہے یہی ایک مومن کی پہچان ہے:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
اور مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

اس تخیل کی کارفرمائی جب ذہن و دماغ سے گزر کر پورے وجود پر طاری ہوجاتی ہے تو ماحول کی برہمی زمانہ کی ناسازگاری اور حالات کی ستم رانی کے باوجود ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں جو معجزات سے کم نہیں ہوتے۔

☆☆ ... ☆☆

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

سیف الرحمٰن سیفی

ہر سال "اقبال ڈے" کے موقع پر کچھ سازشی قسم کے لوگ علامہ اقبالؒ کے بارے میں عجیب و غریب قسم کے پروپیگنڈے پھیلاتے ہیں، جن میں قادیانی بھی پیش پیش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی علامہ اقبال تو قادیانی عقائد ونظریات کے حامل تھے۔ ذیل میں چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ علامہ اقبالؒ کے قادیانیت کے بارے میں کیا عقائد و نظریات تھے۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

"مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک (قادیانی جماعت) سے اچھے نتائج کی امید تھی لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہوجاتی، اس لئے مجھے معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستے پر پڑ جائے گی، میں ذاتی طور پر اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت نے، بانیٔ اسلام (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد کو پہنچ گئی، جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے، اگر میرے موجودہ رویہ میں تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔"

(حرف اقبال، ص:۱۳۱، ۱۳۲)

اسی طرح ایک دوسری جگہ علامہ اقبالؒ

"مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بنا نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔" (حرف اقبال، ص:۱۲۲)

قادیانیت کو یہودیت کا چربہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"قادیانیت اسلام کے چند اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس قادیانی فرقہ کا حاسد خدا کا تصور، نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ، یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں کہ گویا تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔"

(حرف اقبال، ص:۱۲۲، مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

ایک دوسری جگہ علامہ اقبالؒ قادیانیوں کی علیحدگی پر دلالت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"قادیانیوں کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنا نیا نام (احمدی) رکھنا، مسلمانوں کے قیامِ نماز سے قطع تعلق اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ نیز اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟" (حرف اقبال، ص:۱۳۷، ۱۳۸)

محترم قارئین! صرف ان چند اقتباسات سے ہی واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ علامہ اقبالؒ قادیانیت کے بارے میں کن عقائد و نظریات کے حامل تھے۔ دراصل یہ قادیانی، نوجوان نسل کو اپنے لیڈروں کا باغی بنانے اور ان کے بارے میں نفرت پیدا کرنے کی سازش کر رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کی نوجوان نسل ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جیسے مرتد لعین کو اپنا ہیرو اور علامہ اقبالؒ کو زیرو قرار دے رہی ہے۔ ☆☆☆

امراضِ مرزا قادیانی!

"روئے زمین پر کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو وقتی ابتلاو آزمائش میں صرف اس لئے ڈالے جاتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کا امتحان لے کر اپنی سرخروئی سے سرفراز فرمائے لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے سیاہ کارناموں کے باعث ڈھیل دیتا ہے، پھر جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو فرار کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور عاصی و طاغی شخص روئے زمین پر عبرت کا مرقع بن جاتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی اور جب پکڑ فرمائی تو عاد و ثمود کی طرح مرزا قادیانی کا عبرت کا مجسمہ بن گیا، اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے متضاد دعاوی کی طرح اس کو لاحق امراض بھی کچھ اس قسم کے تھے کہ یونان کے حکماء اور بنگال کے جادوگر بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ ذیل کے مضمون میں مرزا قادیانی کی مختلف النوع اور سب رنگ بیماریوں کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔" (ناصر الدین مظاہری)

پانچویں قسط

مولانا نور محمدؒ تانڈوی

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب بھی نبوت وغیرہ کے دعویٰ کو خشکی دماغ اور سوداوی مواد کا نتیجہ کہتے ہیں اور اس قسم کے خیالات و دعاوی دیوانگی و جنون کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص نبوت جیسی پاک چیز کا بھی دعویٰ کرے تو وہ بھی بقول مرزا جی ناپاک ہو جاتی ہے اور اس کے خیالات والہامات بھی شیطانی آمیزشوں سے خالی نہیں ہوتے، اس لئے اس معیار پر چونکہ مرزا صاحب بقول خود ہی مراق، ہسٹریا مالیخولیا جیسی خبیث بیماریوں میں مبتلا ہوں گے اور اس لئے اس کی وجہ سے مرزا صاحب کے بھی تمام دعوے ناپاک ہوں گے اور ان کے خیالات والہامات شیطانی آمیزش میں ملوث ہوں گے چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ نے بھی مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر اسی خیال کا اظہار فرمایا تھا جو مرزا جی اور ان کے بیٹے مرزا محمود احمد صاحب نے چراغ دین اور عبد اللہ تیمار پوری و احمد نور کابلی کے دعویٰ نبوت و دعویٰ مہدویت پر کیا ہے یعنی یہ سب کچھ دماغ کی خلل اندازیوں اور بیماریوں کا نتیجہ ہے ملاحظہ فرمائے، حضرت مولانا موصوفؒ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت و مسیحیت کی مذمت و تردید کرتے ہوئے اخیر میں یہ فرماتے ہیں کہ احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوت متخیلہ ہے جو اسباب خاص میں ہو گیا ہے، جس کا سبب گاہے طول خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گاہے اس میں کچھ کشف بھی ہونے لگتا ہے جیسا کہ شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے۔ (الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی المسیح ص ۳۱)

اس کے بعد مرزا صاحب کے ایک باوفا مرید نے جو ڈاکٹر بھی ہیں اور مرزا صاحب کو مرض مراق و مالیخولیا و ہسٹریا سے بچانے کی سعی لاحاصل بھی کی ہے لیکن ان کے قلم سے ایک ایسی عبارت نکل گئی ہے جس سے مرزا صاحب کے تمام دعووں کی پرشکوہ عمارت منہدم ہو کر پیوست زمین ہو جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

ڈاکٹر شاہ نواز خانصاحب مرزائی اسسٹنٹ سرجن لکھتے ہیں:

"ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔"

(رسالہ ریویو قادیان ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶،۷)

اسی معیار کے مطابق مرزا صاحب قادیانی جیسے مدعی نبوت والہام کے متعلق اپنی اقراری تحریروں و دیگر مرزائیوں کی معتبر شہادتوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ہسٹریا مراق مالیخولیا و دیگر امراض دماغ میں مبتلا تھے تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو مرزا صاحب کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (فھو المراد)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اگر ناظرین کرام اس کے ساتھ مندرجہ ذیل حوالہ جات کو بھی پیش نظر رکھیں تو مرزا صاحب کی صداقت کی وہ عمارت جو ابھی بیخ و بن سے اکھاڑی گئی ہے، غبار روزگار بن جاتی ہے۔

(۱) انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔

(ریویو ماہ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۸)

(۲) ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔

(ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۰ء ص ۲۶)

(۳) ملہم کے دماغی قویٰ کا بہت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔

(ریویو ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء ص ۴)

(۴) براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشین گوئی ہے یعصمک اللہ من عندہ ولم یعصمک الناس یعنی خدا تجھے (اے مرزا) آپ تمام آفات سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے گا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۳۰)

(۵) میں ہر ایک خبیث مرض سے تجھے (اے مرزا) محفوظ رکھوں گا۔ اب اس جگہ مرزا صاحب کے ان امراض کا ایک اجمالی نقشہ پیش کیا جا رہا ہے جس کی تفصیل اس کتاب میں مذکور ہے تاکہ مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں یہ واضح ہو جائے کہ مرزا صاحب کا دماغ باوجود دعویٰ نبوت والہام اعلیٰ و بہتر نہیں تھا، اور وہ اپنے الہامی وعدہ کے مطابق خبیث امراض سے بھی محفوظ نہیں رہ سکے اس لئے بھی ان کے تمام دعوے وخیالات مالیخولیائی دماغ کی پیداوار ہونے کی وجہ سے واقعات کے مطابق نہیں ہیں بلکہ وہ سراسر وہمیات ہیں جس میں شیطان کی کاروائیوں کی کافی آمیزش ہے جیسا کہ خود مرزا صاحب کہتے ہیں جو شخص ایسی بات کہے جس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو خواہ وہ شخص ملہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو سمجھ لینا چاہئے کہ شیطان اس سے کھیلتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱)

(نقشہ اجمالی) برائے امراض مرزا

ناظرین کی تفریح طبع اور دلچسپی کے لئے مرزا صاحب کے امراض کا بہ حساب حروف تہجی انتخاب کیا گیا ہے، جس کی شمارگی تعداد سو ہوتی ہے اور جس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے:

"کرپنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد"

الف	اعصابی مرض	اختلال ذہنی	اسہال	ابکائی	[illegible]	آنکھوں کی بیماری	امراض کا خلاصہ	اندیشہ نبوت
ب	بول کثرت	بدہضمی	برد اطراف	بدن کی بے حسی	بندش نبض	بے خوابی		
ت-ث	تشنج دل	تغیرات کی زیادتی						
ج	جان کندنی	جسمانی اعضاء کا اختلال	جسم کا شل	جنون	چکر آنا			
ح	حافظہ کی خرابی		حافظہ اچھا نہیں					
خ	خواب کی کمی	خون کا دست	خون کی قے	خیزش نہیں ہوتی	خرابی صحت	خطرناک بخار	خطرناک دورے	
د	داڑھ کا درد	داڑھ کا کیڑا	دل کی کمزوری	دماغ کی کمزوری	درد گردہ	درد سر	دوران سر	دائم المریض
	دق	دوروں کی بیماری	دورہ اسہال	دل کا بیٹھنا	دستوں کی بیماری	دوران خون کی کمی		
ذ	ذیابیطس							
ر	ریزش							
ز	زحیر	زبان کی گرانی	زندگی کا خاتمہ					
س	سل	سخت دورے	سرد جان	سخت بیماری	سخت عارضہ	سوء ہضم	ضعف کی زیادتی	
ش	شدت مرض	شدید دورے						
ص-ض	ضعف دل	ضعف دماغ	ضعف نبض	ضعف ہضم	ضعف معدہ	ضعف کی زیادتی	ضعف باہ	
ط-ظ	ضعف طبیعت	طبع علالت	طبیعت کی گھبراہٹ					
ع	عارضہ بیہوشی	علالت طبع	عصبی کمزوری	عصبی بیماری				
غ	غلبہ دوران سر	غشی						
ف	فالج کا اثر							
ق	قولنج زحیری	قلت حرارت [illegible]						
ک	کمزور ہاتھ	کھانسی کی شدت	کثرت پیشاب	کاربنکل	کمزوری جسم			
ل								
م	مراق	مالیخولیا	مرض کا غلبہ	مسلوب القویٰ	مرض الموت			
ن	نامردی	نقرس	نسیان کی زیادتی	نیم باز آنکھ	نبض کمزور	نازک حالت	ناامیدی زندگی	
و								
ہ	ہڈی کا درد	ہسٹریا	ہیضہ	ہاتھ پاؤں کی گرانی				
ی							کل بیماریاں	امراض تعداد سو عدد

اور یہ بھی حیرت کا مقام ہے کہ مرزا صاحب جیسے لوگ جن کی زندگی ہمہ داغ داغ ہے وہ بھی آرزوئے نبوت کر رہے ہیں سچ ہے

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ایک اور طرح سے مرزا صاحب کی نبوت و الہام کی تردید کی جارہی ہے مرزا صاحب نے اپنی کئی کتابوں میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میں عکس اور بروز محمد ہوں، چنانچہ وہ اپنے بارے میں کہتے ہیں:

(۱) خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابوالبشر آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النّبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷)

(۲) خدا نے مجھ پر اس رسول کا فیض اتارا اور اس کو پورا اور مکمل کیا اور میری طرف اس رسول کا لطف اور وجود پھیرا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا، پس اب جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگا وہ میرے سردار خیر المرسلین کے اصحاب میں داخل ہوجائے گا اور یہی معنی ہیں وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱)

ایک دوسری جگہ اس آیت وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب آیت وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کا عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔ (یعنی مرزا صاحب قادیانی) (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱)

(۳) سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴)

(۴) مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (ایک غلطی کا ازالہ بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۸۷)

کیا اصل اور بروز میں کچھ فرق ہوتا ہے؟

مرزا صاحب نے اپنی کئی ایک کتابوں میں اس مضمون کا اعادہ فرمایا ہے کہ میں تصویر محمد ہوں اور ہو بہو اور مجھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں یہاں نقل مطابق اصل ہے، چنانچہ اس کی تصدیق ملاحظہ کیجئے:

(۱) بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں یک قطرہ ز آب زلال محمدم لیکن جب آپ بروزی رنگت میں جلوہ نما ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای کہ جو مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔ (تقریر سید سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۹۳/۸۳ رجنوری ۱۹۱۹ء)

(۲) الغرض مسیح موعود کی تحریران سے یہ بات پختہ طور سے ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا، اس لئے آپ عین محمد تھے اور آپ کے اندر جمیع کمالات محمدیہ کامل طور پر منعکس تھے پس اس لئے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمد کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ (الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۳) الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کیلئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں یعنی یہ کہ مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔ (حوالہ مذکور مورخہ ۲۰ راکتوبر ۱۹۱۵ء)

ان تحریروں سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز و مکمل تصویر تھے اور تمام کمالات محمدیہ اور اوصاف نبویہ کامل طور پر آپ کے اندر...... منعکس تھے اس لئے کامل مشابہت اور اکمل بروزیت کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی محمد است و عین محمد است ہیں اب اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ مرزا صاحب ان جملہ عوارض و امراض سے پاک و صاف ہوتے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات پاک و صاف تھی کیونکہ جب نبوت کی اصل شکل جو بصورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی اس میں یہ امراض خبیثہ مذکورہ بالا نہیں تھے اور نہ ہوسکتے تھے تو حیرت اور بالائے حیرت یہ ہے کہ نبوت کی ظلی و بروزی شکل جو بصورت مرزا غلام احمد قادیانی تھی اس میں یہ امراض خبیثہ وعوارض غلیظہ کہاں سے اور کیسے آگئے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقینی طور پر نبوت کی یہ نقل بھی جھوٹی جعلی ہے اور اس کا نقال بھی ایک جھوٹا وجعلساز نقال ہے جس کو قدرت نے نقل کا بھی شعور کامل نہیں دیا سچ ہے کہ عیب کردن راہنرے باید کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب میں اتنا بھی شعور نہیں مرحمت فرمایا ہے کہ وہ نبوت کی سچی و اصلی نقل کرکے دنیا کے سامنے آتے تا کہ ان کا سارا بھرم چھپ جاتا لیکن مرزا صاحب کی اس جھوٹی نقالی کے باوجود یاروں کا ان کی بابت یہ کہنا کہ مرزا قادیانی محمد است و عین محمد است اور اس قدر اتحاد و کامل و عینیت کا دعویٰ کرنا یہ سب کچھ اس دماغ کی پیداوار ہے جو مراق مالیخولیا بلکہ جنون کے اثرات سے کافی متاثر ہو چکا ہے۔ (فھو المراد) (جاری ہے)

قادیانی دارالامان میں بھی آج قادیانی جماعت کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

کراچی (مولانا عبدالحی مطمئن) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام ۲۷ فروری ۲۰۱۲ء بروز پیر بعد نماز عشاء عیدگاہ جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم سیکٹر ۹/اے نیو سعید آباد میں عظیم الشان ختم الانبیاء کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مرکزی مبلغین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز قاری سید نصیر حسین شاہ کی تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ حمد و نعت حافظ محمد انور، حافظ محمد اویس، حافظ عبدالوحید نے پیش کی۔ اس کانفرنس میں بیان کرتے ہوئے راقم الحروف نے کہا کہ نبوت و رسالت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ قادیانی اجرائے نبوت کے قائل ہیں، حالانکہ قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے، آپ کے بعد کسی نبی کا ذکر نہیں، اگر نبوت جاری ہوتی اور ختم نہ ہوتی تو ضرور بعد کے نبی کا بھی ذکر ہوتا۔ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو تمام دعوؤں میں سچا مانتے ہیں جبکہ مسلمان مرزا قادیانی کا صرف ایک دعویٰ سچا سمجھتے ہیں وہ دعویٰ یہ ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ مسلمانوں کو تمام ایمان کش فتنوں سے باخبر رہنا چاہئے تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔ ان فتنوں میں سے ایک فتنہ گوہر شاہی بھی ہے جو اپنے آپ کو مہدی اور مامور من اللہ باور کراتا ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ امام مہدی کا نام محمد، آپ کے والد کا نام عبداللہ اور آپ حسنی حسینی سید ہوں گے مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے جبکہ گوہر شاہی کا نام ریاض احمد ہے، یہ راولپنڈی میں پیدا ہوا، اس لئے یہ اپنے دعوؤں میں جھوٹا ہے، اس وقت فتنہ گوہر شاہی انجمن سرفروشان اسلام کے نام سے گمراہی پھیلا رہا ہے تمام مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہئے۔ مجلس میرپور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے اپنے بیان میں کہا کہ فتنہ قادیانیت کی بنیاد دجل وفریب پر ہے، دلائل وحقائق سے قادیانیت کا کوئی رشتہ نہیں، ایک قادیانی نے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے سوال کیا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام انسان فوت ہوگئے ہیں حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں؟ حضرتؒ نے اس دجل وفریب کا جواب دیا کہ جس طرح شیطان ابھی تک زندہ ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں اور یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تالیف ''قادیانی شبہات کے جوابات'' غور سے پڑھنی چاہئے۔

مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ دین اسلام کے خلاف بغاوت کا نام ہے، قادیانیت و مرزائیت جھوٹ کا پلندہ ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے ایمانی اور دینی دشمن ہیں۔ قادیانیت اسلام کے لئے ناسور ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور ختم نبوت کے محافظوں کو چاہئے کہ فتنہ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں، اسے اپنے لئے نجات اخروی کا ذریعہ سمجھیں۔

مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا کہ ہر فتنے کے چار ادوار ہوتے ہیں: ابتداء، عروج، زوال اور انتہا۔ اس وقت قادیانیت کا فتنہ رو بہ زوال ہے۔ تقسیم ہند کے وقت قادیانیوں نے چناب نگر کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی تھی، الحمدللہ! اس وقت چناب نگر کو چاروں اطراف سے مسلمانوں نے گھیر رکھا ہے۔ بلوچستان کو قادیانیوں نے قادیانی صوبہ بنانا چاہا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا ذلیل کیا کہ پورے بلوچستان میں قادیانیت کا کوئی عبادت خانہ نہیں ہے اور بلوچستان کے ضلع ژوب میں تو قادیانیوں کا داخلہ آئینی طور پر بھی ممنوع ہے۔

۱۹۷۰ء میں قادیانیوں نے قادیانی ریاست اور اقتدار کے خواب دیکھنے شروع کئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسی مملکت پاکستان کے آئین میں ۱۹۷۴ء میں وہ کافر اقلیت قرار دیئے گئے۔ قصبہ قادیان کو قادیانی دارالامان کہتے تھے، اسی دارالامان میں آج قادیانی جماعت کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ آج ملک پاکستان میں قادیانی دھرم کے چیف گرو مرزا مسرور احمد کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں، اسی لئے لندن میں بیٹھا ہوا ہے، یہاں آنے کی جرأت نہیں کرسکتا ہے۔ قادیانیوں سے میری درخواست ہے کہ خدارا! ان حقائق پر غور تو کیجئے، قادیانیت سے تائب ہوجایئے اور اسلام سے وابستہ ہوکر دنیا و آخرت کی دائمی کامیابی و کامرانی حاصل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جامع مسجد بلال چاندنی چوک کے خطیب مولانا مفتی فیض الحق نے سرانجام دیئے۔ رات ساڑھے بارہ بجے جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم کے مدیر شیخ القرآن والحدیث مولانا عطاء الرحمن رحمانی کی پرسوز دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

چناب نگر کے قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں: مولانا عزیزالرحمن ثانی

گوجرانوالہ (محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشرواشاعت مولانا عزیزالرحمن ثانی نے کہا کہ قادیانی غنڈہ گردی اور قتل و غارت کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں اور انہوں نے مسلح گروہ بنا رکھے ہیں۔ مرزائیوں کی غنڈہ گردی کی سرپرستی اور فنانسنگ یہودی لابی کررہی ہے۔ ہمارے حکمران اپنے ذاتی مفادات کے لئے چشم پوشی کررہے ہیں۔ حکومت کو اپنی روش بدل کر مسلمان ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ گولیکی کے مرزائی غنڈوں کو گرفتار کرکے واقعی سزادی جائے اور کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی موجودہ اسکیم کے تحت چناب نگر کے قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور قادیانی جماعت کی لیز منسوخ کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے ہیڈ آفس میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کی صدارت امیر ضلع مولانا محمد اشرف مجددی نے کی۔ اس موقع پر سیالکوٹ سے مولانا فقیر اللہ اختر، نوشہرہ ورکاں سے محمد یونس ربانی، کاموکی سے مولانا یاسر الطاف اور رانا ذوالفقار علی، تاجر نمائندے محمد اکمل بٹ، جمعیت علماء اسلام کے مولانا قاری منیر احمد قادری، حاجی ریاض شاہد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد ثاقب، سید احمد حسین زید، قاری محمد یوسف عثمانی کے علاوہ مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا حافظ محمد ارشد، مولانا محمد اکرم قاسمی، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، محمد بابر گجر، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد شوکت، مولانا محمد ریاض جھنگوی، مولانا عبدالواحد رسول نگری، مولانا محمد اشرف قاسمی، مولانا داؤد نوید، مولانا مفتی جمیل احمد گجر، حاجی غلام نبی، مولانا محمد طیب اور دیگر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ضلعی سطح پر مولانا محمد اشرف مجددی کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی قائم کی گئی جس میں مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، مولانا عبدالواحد رسول نگری، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اکرم قاسمی کو بطور رکن شامل کیا گیا۔

نوجوان علماء کرام فتنوں کے سدباب کے لئے آگے آئیں: قاضی احسان احمد

کراچی (نقیب اللہ انجم) جمعیت طلباء اسلام شاہ ولی اللہ یونٹ جامعہ بنوری ٹاؤن کے زیراہتمام گزشتہ دنوں جامع مسجد محمدی میں ایک پروگرام منعقد ہوا، جس میں ’’ختم نبوت میں نوجوانوں کا کردار اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے موضوع پر بیان کے لئے مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ ختم نبوت کو دعوت دی گئی۔ قاضی صاحب نے اہل محلہ اور مدارس کے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس دور میں ہمارے گردوپیش بہت سارے فتنے کام کررہے ہیں، آئے روز نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں اور یہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ان فتنوں سے اپنے آپ کو بچانا اور امت مسلمہ کو ان کی زہرناکیوں سے آگاہ کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے خصوصاً نوجوان علماء کرام ان فتنوں کے سدباب کے لئے آگے آئیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں نوجوانوں نے بھرپور کردار ادا کیا اور قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز بھی نوجوان طلبا کی قربانیوں سے ہوا تھا۔ اسی کا ثمرہ تھا کہ پوری مسلمان قوم متحد ہوگئی اور اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سوم مولانا محمد علی جالندھری نوراللہ مرقدہ کا ایک ملفوظ سنایا کہ:

’’اے مسلمانو! آخرت کی لازوال نعمتوں کو دنیا کی فانی اور عارضی نعمتوں اور خواہشات کے بدلے نہ بیچو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنی آخرت کو خراب کردیا۔‘‘

قاضی صاحب نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی شریعت آئے گی اور نہ کوئی کتاب۔ آج اگر ختم نبوت کا عقیدہ باقی ہے تو قرآن بھی آخری کتاب ہے اور یہی شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے آخری شریعت ہے، اسی طرح یہ امت آپ کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے آخری امت ہے۔ آخر میں قاضی صاحب نے اہل محلہ اور طلبا سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ شیزان کی تمام پروڈکٹس سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ ان مصنوعات کی آمدنی کا دس فیصد قادیانی بیت المال میں جمع ہوتا ہے اور کروڑوں روپے مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم قادیانی مصنوعات خرید کر اس فتنہ کو مضبوط نہ کریں۔

Regd. No. SS160

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوّۃ کانفرنس

گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری ہائی سکول پھالیہ

بعد نمازِ مغرب

بتاریخ

14 اپریل 2012

بروز

ہفتہ

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- تحفظِ ناموسِ رسالت
- عقیدۂ ختمِ نبوّۃ
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- اِصلاحِ معاشرہ

زیرِ صدارت

حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ

زیرِ نگرانی

ولی ابن ولی حضرت مولانا صاحبزادہ

خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ

مہمانِ خصوصی

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد رمضان صاحب

سرگودھا

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پھالیہ

رابطہ نمبرز

0300-8032577
0300-6347103
0300-4304277